کلیانی کا محرّم
(ایک تمدنی تاریخ)
سید محمد جمال الدین حسین خاں
نوا کلیانی

۷۸۶

کلیانی کا محرّم

—(ایک تمدنی تاریخ)—

از :—
سید محمد جمال الدین حسین خان
نواب کلیانی

مطبوعۂ
رفیق مشین پریس حیدرآباد

تعداد طبع ۵۰۰

مقدمہ

(از حضرت خواجہ حسن نظامی دہلوی)

تمدن دکن

کلیانی سلطنت آصفیہ حیدرآباد کی ایک قدیمی اور بڑی جاگیر ہے جو آصف جاہ اول کے وقت سے ایک نامور سید خاندان کے قبضہ میں ہے اس خاندان میں بڑے بڑے اہل علم اور اہل قلم گزرے ہیں جو رزم اور بزم میں یکتا مانے جاسکتے ہیں۔ کلیانی کے موجودہ نواب صاحب ایک ہونہار نوجوان ہیں سید محمد جمال الدین حسین خان نام ہے میانہ قد گندمی رنگ روشن آنکھیں، جوان عمر، پابند صوم وصلوٰۃ اور جاگیرداروں کے سب عیبوں سے پاک صاف ہیں انہوں نے اپنے والد کے دور حکومت کا ایک تذکرہ لکھا ہے لیکن چونکہ مقصد تذکرہ نویسی نہیں تھا اس واسطے نواب صاحب نے محض کلیانی کے محرم کی کیفیت لکھی ہے۔

میں نے اپنی زندگی کی ابتدا سے آج تک ہندوستان کے ہر شہر اور ہر قصبے اور ہر گاؤں کی مراسم محرم کو معلوم کرنے کی کوشش کی ہے اور بعض ایسے مقامات پر خود جاکر مراسم محرم کو دیکھا ہے جہاں کے محرم کی شہرت

زیادہ سنی تھی ان مقامات میں دہلی، لکھنؤ، کلکتہ، احمد آباد، رام پور، گوالیار، بدایوں، حیدر آباد کے محرم خود موقع پر تنقیدی نظر سے دیکھے اور اپنے روزنامچہ میں ان کی کیفیت لکھی اور نتیجہ یہ نکالا کہ ہندوستان میں جب سے محرم کی مراسم تعزیت کا رواج ہوا اور علم اور تعزیے جاری ہوئے اس وقت سے تمام ہندوستان کے صوبوں اور شہروں اور قصبوں اور دیہات کے باشندوں میں یہ خیال عام ہو گیا کہ ہمارا محرم دوسرے مقامات کے محرم سے بڑھ گیا ہے چنانچہ میری بستی جو درگاہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیا کے نام کی وجہ سے نظام الدین کہلاتی ہے اور وہاں ایک ہزار ہندو مسلمان رہتے ہیں وہاں بھی میں نے اپنے بچپن سے یہ خیال ہر باشندے میں پایا کہ جیسا تعزیہ ہماری بستی میں بنتا ہے دنیا میں کہیں نہیں بنتا اور اس کے بعد جب میں نے مذکورہ مقامات کے محرم دیکھے تو وہاں بھی یہی خیال پایا کہ ہمارا محرم اور ہمارے علم اور ہمارے تعزیے سب سے بہتر ہیں۔

آج سے چالیس سال پہلے میں نے بدایون یو۔ پی میں حضرت خواجہ نظام الدین اولیا کے دادا اور والد کے مزار پر چلہ کیا تھا اور اس زمانے میں وہاں کا محرم بھی دیکھا اور یہ خصوصیت پائی کہ ہر پیشے کے ہندو مسلمان اپنے فن کی کاریگری کا نمونہ تعزیوں میں دکھاتے تھے یہاں تک کہ کمہاروں کا تعزیہ مٹی کا ہوتا تھا اور اس میں ایسی صناعی ظاہر کی جاتی تھی کہ دوسرے پیشہ ور ان خوبیوں کو دیکھ کر حیران رہ جاتے تھے۔

لکھنؤ کے محرم کی بے شمار خوبیاں تھیں لیکن مولانا شبلی مرحوم کے ساتھ ایک ایسی رسم بھی دیکھی جو اس سے پہلے دیکھی تھی نہ بعد میں دیکھی

مولانا شبلی اہلِ بیت کے خلاف تھے اور مراسم محرم کے بھی خلاف تھے تاہم وہ لکھنو کی اس مجلس میں مجھے لے گئے جہاں میں نے محرم کا ایک ڈرامہ دیکھا اس ڈرامے میں کربلا کے جنگی مناظر تصویروں میں دکھائے گئے تھے جب ذاکر اہلِ مجلس کو ایک واقعہ سناتا تھا تو آخر میں اپنی پشت کی طرف ہاتھ کا اشارہ کرتا تھا اور تصویر کا پردہ اٹھادیا جاتا تھا جس میں ذاکر کے بیان کی تصویر ہوتی تھی آخر میں مجلس کے اندر اونٹ لائے گئے جن پر قیدی بیٹھے ہوئے تھے ایک اونٹ پر ایک کتبہ آویزاں تھا جس پر لکھا تھا " عابدِ بیمار کو دیکھو " اہلِ مجلس اس منظر کو دیکھکر روتے روتے بیہوش ہوجاتے تھے یہ منظر اس سے پہلے میں نے کبھی دیکھا تھا نہ بعد میں کہیں دیکھا کلکتے میں سپر یعنی ڈھال کا جلوس نکلتا ہے اور ہر محلے کے باشندے مختلف طرز کی ڈھالیں جلوس میں لاتے ہیں احمد آباد میں پیتل کے تخت نکالے جاتے ہیں اور ان کی صناعی بھی قابلِ دید ہوتی ہے رام پور اور امروہہ کے مراسم محرم بھی بہت موثر ہوتے ہیں ایک دفعہ نواب صاحب رام پور کے ساتھ ساری رات پیدل رام پور کے امام باڑوں میں تعزیئے دیکھنے کے لئے گشت لگاتا رہا تھا اور اس کثرت سے تعزیئے تھے کہ ساری رات خرچ ہوگئی۔

ریاست کھمبایت صوبۂ بمبئی میں ایک شیعہ ریاست ہے وہاں کا محرم بھی قدیمی مراسم کا ایک شاندار محرم ہوتا ہے اور نواب صاحب شہر سے کربلا تک چھ میل کا فاصلہ ننگے پاؤں پیدل طے کرتے ہیں اور میں نے بھی ننگے پاؤں ان کے ساتھ پیدل یہ راستہ طے کیا تھا گرمی کا موسم تھا زمین تپ

رہی تھی مگر سقے زمین کو ٹھنڈا کرتے جاتے تھے۔

ریاست گوالیار کا محرم موجودہ راجہ کے والد کے زمانے میں دیکھا تھا راجہ کا تعزیہ ایک سال میں تیار ہوتا تھا اتنا بڑا تعزیہ میں نے کہیں نہیں دیکھا اور ایسا شاندار جلوس بھی کہیں نہیں دیکھا۔

حیدرآباد میں بھی محرم بہت دھوم دھام سے ہوتا تھا یہاں کے لنگر کا جلوس تمام ملک میں مشہور تھا مگر میں نے وہ جلوس نہیں دیکھا کیونکہ جب سے میرا یہاں آنا جانا شروع ہوا وہ رسمیں شاہی حکم سے ممنوع ہو گئی تھیں جو ہندو مسلمان عوام میں جاری تھیں اور جن کو رنگ کہا جاتا تھا یعنی لوگ مختلف قسم کے جانوروں کی شکلیں بنا کر جلوس لگالتے تھے اور اس کو رنگ کہتے تھے اور اس کا فایدہ بس اتنا تھا کہ غیر مسلم قوموں میں اور بے علم عوام میں حضرت امام حسینؑ کا چرچہ بڑھتا تھا مگر ان تماشوں سے اہل بیت کی بے ادبی اور بے حرمتی ہوتی تھی اس واسطے اعلیحضرت نے ان کو بند کرا دیا۔

نواب صاحب کلیانی کی اِس کتاب میں کلیانی کے محرم کی جو رسمیں درج کی گئی ہیں ان سے محض مراسم قدیم کا علم نہیں ہوتا بلکہ اس زمانے کے نوکری پیشہ لوگوں کی صورتیں بھی ظاہر ہوتی ہیں اور ان کے لباس بھی ظاہر ہوتے ہیں اور ان کے کردار بھی ظاہر ہوتے ہیں اور حیدرآباد کے امیروں کی جو شان وشوکت تھی اور جس طرح وہ اپنی شان کو ظاہر کرتے تھے اس کی تصویریں تو نواب صاحب کلیانی نے ایسے انداز سے دکھائی ہیں کہ سماں باندھ دیا ہے پرانے ہتھیاروں کے نام پرانی سواریوں کے

کے نام اور طریقے اور صورتیں گھوڑوں کی سواریوں کے قدیمی رواج اور چابک سواروں کے کمالات کی جو تفصیلیں اس کتاب میں ہے اب وہ محض قابل شرح لغات معلوم ہونگے کیونکہ اب گھوڑوں کا رواج ریل اور موٹر اور سیکل کے سامنے غائب ہوگیا ہے۔

نواب صاحب دلی کے اردو کے پورے ماہر ہیں تاہم انہوں نے یہ کتاب حیدرآبادی بول چال کے انداز سے لکھی ہے تاکہ یہاں کے باشندے اپنی بول چال کے ذریعے اِن مناظر تاریخی کو سمجھ سکیں۔

یہ بات از حد تعجب کے قابل ہے کہ کلیانی کے محرم کی مراسم کو پڑھنے سے ہر شخص یہ محسوس کریگا کہ مرحوم نواب صاحب بہت غالی شیعہ تھے لیکن حقیقت یہ نہیں ہے بلکہ وہ بھی سُنّی اور موجودہ نواب صاحب جوان کے جانشین ہیں قادری سلسلے کے مرید اور پکے سُنّی ہیں تاہم یہ بات خاص نتیجہ خیز معلوم ہوتی ہے کہ گزشتہ زمانے میں اہل سنت بھی مراسم محرم کو اس خلوص اور عقیدت سے انجام دیتے تھے کہ ان کو شیعہ سمجھا جاتا تھا۔

میں نواب صاحب کی اس کتاب کو تمدن دکن اس واسطے کہتا ہوں کہ اس میں سلطنتِ آصفیہ کے قدیمی تمدن کی تصویریں ہیں اور نواب صاحب نے یہ کتاب لکھ کر مسلمانوں کے پُرانے رسم ورواج اور طریقۂ بود و باش کو آیندہ نسلوں کے لئے دوامی یادگار بنا دیا ہے۔

حسن نظامی دہلوی جو حیدرآباد میں آج کل نواب صاحب کلیانی کے پڑوس میں رہتا ہے۔ ۹ رمضان ۱۳۶۷ھ مطابق ۱۷ر جولائی ۱۹۴۸ء روز شنبہ۔

نواب سید محمد جمال الدین حسین خان
والی کلیانی

کلیانی کا محرم

محرم کو تاریخ اسلام میں شہادت کبریٰ حسین علیہ السلام کی وجہ جو مذہبی و اعتقادی اہمیت حاصل ہے وہ واقفانِ تاریخ اسلام اور ہر مسلمان پر ہویدا ہے۔

اس خاص عنوان اور مختص مضمون کو ضبط تحریر میں لانے کی صورت یہ ہوئی کہ گو مجھے اپنے ایک محترم کرم فرما مولوی سید خورشید علی صاحب سابق ناظم دیوانی دہلی سے بیس سال سے نیاز حاصل ہے مگر زمانۂ ملازمت میں وہ عدیم الفرصت اور میں طالب علم تھا صرف کلب میں شام کے وقت کچھ گھنٹے مسلسل ملاقات نہیں بلکہ علیک سلیک ہوتی تھی اب وہ زمانہ گزر گیا موصوف وظیفہ حسن خدمت پر سبکدوش ہو کر جس طرح زمانۂ ملازمت میں مختلف قومی اداروں کی خدمات اعزازی طور پر انجام دیتے تھے اسی طرح اب علمی خدمات بالکل خاموشی کے ساتھ انجام دے رہے ہیں۔

یہاں تک تو میرے محترم کا قصہ تھا یہ ناچیز بھی اپنے درس وتدریس کے زمانے کو ختم کرکے اپنے آبائی پیشے کو بفضل خداوند کریم و بمراحم حضرت اقدس واعلیٰ مدظلہ العالی انجام دے رہا ہے بالفاظ دیگر جاگیرداری کے بارگراں کا حامل ہے حیدرآباد میں عام طور پر جاگیردار کے معنی بیکار کے لئے جاتے ہیں لیکن جو لوگ حقیقی طور پر اس کی ذمہ داریوں اور اس کی طرح طرح کی صبر آزما مشکلات سے واقف ہیں وہی صحیح طریقے پر اس کے فرائض اور ان کی اہمیت کا اندازہ کرسکتے ہیں۔ بہرحال میرے اور مشاغل کے سوا جب کبھی بلدہ میں رہتا ہوں ایک دلچسپ شغل یہ بھی ہے کہ پانچ بجے شام کی چہل قدمی کے بعد نظام کلب جاتا ہوں دو ایک اخبار دیکھے کسی ملاقاتی سے بات چیت کی اس کے بعد ٹھیک ۸ بجے موصوف کے کاشانے پر پہنچ گیا جہاں علما، فضلا، فصحا کا جمگھٹ ہوتا ہے کوئی تاریخ کے پروفیسر ہیں تو کوئی بے نظیر ریاضی داں، کوئی عربی میں متبحر تو کوئی آثار قدیمہ کے ماہر کوئی شاعر، غرض کوئی امیر کوئی فقیر بہرحال جس قدر شعبہ جات علمی وادبی ہیں ان کے حامل حضرات یہاں جمع ہوکر اپنی اپنی نواسنجیوں سے محفل کو رنگین بناکر اس ہستی سے فیض پاتے ہیں ایک وقت بزم محب میں مولوی سید یوسف علی صاحب ام۔ اے اپنا مضمون قدیم حیدرآباد پر سنا رہے تھے جس کے سننے سے میں تو بیں تمام حضار بے حد متاثر و محظوظ ہوئے اس مضمون نے مجھ پر تازیانہ کا کام کیا دل نے کہا کہ تو بھی کچھ لکھ تیرے یہاں بھی یہ تمام چیزیں ۲۲ـ۱۳۲۳ف کے اوائل تک ہوا کرتی تھیں جبکہ تیری عمر نوسال کی تھی اور جو تیرے دماغ میں محفوظ ہیں اور اس تمام لوازمہ کا

داخلہ ماہ محرم میں ہوا کرتا تھا۔ لفظ داخلہ کلیانی میں ریہرسل کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ میں اپنی عادت مستمرہ کے بموجب اس کا شانۂ علم و فضل پر اوقات معینہ پر پہنچا اور کچھ کچھ واقعات آنمحترم کو سناتا، صاحب خیر نے ارشاد فرمایا کہ کیوں نہ ایک مضمون کلیانی کے محرم کے عنوان سے نہیں لکھتے اس ارشاد میں جب میں نے رہنمائی کی بو پائی تو فوراً اس مضمون کی تیاری شروع کردی

بعد حمدِ خدا و نعتِ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس مضمون کو نذرِ حسین علیہ السلام کرتا ہوں تا دینی و دنیوی، روحانی و اخلاقی ہر طرح کے فیض سے مالا مال ہوں میرے ہاتھ سے دنیا جائے اور نہ دین بمصداق

رند کے رند رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

نفسِ مضمون پر قلم اٹھانے سے قبل شہید اجدِ اعلیٰ کا تذکرہ ضروری ہے میرے خاندان کے مورثِ اعلیٰ سید محمد جواد حسین خان سجادہ نشین کربلائی معلیٰ ہیں آپ بسلسلۂ سیاحت وارد ہندوستان اور دہلی میں قیام پذیر ہوئے یہ وہ زمانہ تھا کہ دہلی کی بادشاہت کی بساط بادشاہ گر سیدوں کے ہاتھ میں تھی شہزادہ فرخ سیر حضرت کا بے حد معتقد ہو گیا روزانہ بعدِ نمازِ عشا پوشیدہ طور پر حاضرِ خدمت ہوتا ایک وقت حضرت نے اس کو دہلی کی بادشاہت کی بشارت دی فرخ سیر حیران و ششدر رہتا کہ وہ کیونکر بادشاہ ہو سکتا ہے بظاہر اسباب اس کا امکان نہ تھا مگر حسنِ اتفاق دیکھیے فرخ سیر بادشاہ ہو جاتا ہے جب پیشین گوئی راست آئی تو بادشاہ خود آیا اور بہت سے تحایف اور ہدایا بطور نذر پیش کیے مگر آپ نے قبول نہ فرمایا یہ سلسلہ بہت دن تک جاری رہا ادھر سے اصرار ہوتا تھا ادھر سے انکار آپ کے غلاموں نے مشورہ دیا کہ کوئی

ایسی چیز قبول کرلیں جن سے متعلقین اور آنے والی نسلیں مستفید ہوں حضرت
نے فرمایا" میں فقیر ہوں مجھے اِن دنیوی آلائشوں کی ضرورت نہیں "
اور جب اِن غلاموں اور متعلقین نے بحد مجبور و تنگ کیا تو حضرت نے فرخ
سیر کو جو حسب معمول بعد نمازِ عشا حاضر ہوا کرتا تھا متعلقین کے اِس مدعا
سے آگاہ فرمادیا۔ چنانچہ قلعداری اُگرہ، قندہار، تاراگڈہ، بیدر سے سرفراز
فرمایا گیا۔ جب حضرت نظام الملک آصفجاہ مغفرت مآب دکن میں تشریف فرما
ہوے تو حضرت نے تلوار نذر کی اور اطاعت سے پیش آئے آپ کا مدفن بیدر
میں حضرت ملتانی بادشاہ کی درگاہ میں ہے یہاں آپ کی چند یادگاریں اب
بھی باقی ہیں۔ حضرت آصفجاہ نے آپ کے صاحبزادے میر ابراہیم حسین سے
اپنی صاحبزادی مکرمہ بانو بیگم صاحبہ کا عقد کر کے قیام الملک کے خطاب سے
ممتاز فرمایا۔ قیام الملک کو سکہ اور قصاص کے اختیارات بھی بطور خاص
حاصل تھے آپ کو مدگل اور کلیانی کی جاگیرات بھی ملیں، سکونت کے لئے بلدہ
حیدرآباد میں ایک حویلی دی گئی جو تالاب میر جملہ کے کنارے واقع ہے یہیں آپ
دفن ہیں۔ ان کے صاحبزادے سید محمد شاہ خیرالدین قیام الملک امتیاز الدولہ
ممتاز الامرا نے حضرت میر نظام علی خاں غفران مآب کے زمانے میں کارہائے
نمایاں انجام دیئے جن کے سرکاری دفاتر شاہد ہیں۔ آخر زمانے میں سیاسی
مصالح کی بنا پر آپ اپنی جاگیر کلیانی بھیج دیئے گئے جہاں آپ نے ان تمام
مراسم کی بنا ڈالی جو بحمد اللہ ابھی تک باقی ہیں گو اکثر و بیشتر چیزیں زمانہ نگرانی
میں موقوف کردی گئیں مگر پھر بھی ان کا بڑا حصہ اب تک باقی ہے۔
ممتاز الامرا کے بعد سید محمد معین الدین حسین شاہ خیرالدین ثانی المخاطب

قیام الملک قلیچ جنگ امتیاز الدولہ ممتاز الامرا داماد حضرت سکندر جاہ اور نواب نصرت یاور الدولہ کے زمانے میں سیاسی اور برادری کے جھگڑے رہے یہ واقعات بہ تفصیل تاریخ کلیانی میں لکھے جارہے ہیں جو عطا کلیانوی مرتب کررہے ہیں۔ میڈوز ٹیلر کی لایف میں بھی کچھ اشارات ملتے ہیں اگران کا اعادہ کیا جائے تو بڑی داستان ہوگی المختصر نواب سید محمد ببر حسین خان المخاطب قلیچ جنگ امتیاز الدولہ قیام الملک ممتاز الامراؔ (یہ حیدرآباد میں ببرا صاحب کے نام سے پکارے جاتے تھے شاہ خیرالدین اول کے پوتے اور چھٹے مسند نشین تھے) تاریخ کلیانی میں ایک ممتاز درجہ حاصل ہے آپ نہایت درجہ ذہین، موجد، منکر طباع، سخی اور سیاس تھے آپ نے کلیانی کے محرم میں اور چار چاند لگا دیئے یہ اٹھارہ سال حکمراں رہے آپ کے بعد میرے والد قیام جنگ غضنفر الدولہ کا زمانہ شروع ہوتا ہے میرے حقیقی دادا سید محمد مظہر حسین کا انتقال میرے پردادا ببر حسین خان کے سامنے ہوگیا تھا پھر کیا تھا بمصداق " دودھ کا جلا چھاچ بھی پھونک کر پیتا ہے،، ببر حسین خان اپنے پوتے کو چوبیس گھنٹے میں ایک لمحہ بھی اپنی نظروں سے اوجھل نہ ہونے دیتے۔ ان کی تعلیم و تربیت اپنے ذمہ لی فنِ سپاہ گری، مذہبی تعلیم، آئین دربار وغیرہ سے بہ نفس نفیس خود واقف کرایا۔ ان کے انتقال کے بعد جب والد مرحوم نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تو وہ تمام چیزیں ویسے ہی برقرار رکھیں جو نواب ببر حسین خان کے زمانے میں تھیں صرف پوشاک میں تبدیلی ہوئی وہ بھی اپنی ذات کی حد تک، تمام ملازمین مصاحبین وغیرہ کے درباری لباس وہی تھے جو نواب ببر حسین خان کے زمانے میں تھے۔ لیجیئے جو خواب میں نے عالم بیداری میں دیکھا تھا اس کی تفصیل

پیش کرتا ہوں خدا کرے پسند خاطر ہو اور میری آیندہ آنے والی نسلوں کے لئے
ایک عبرت آموز سبق ہو اور وہ سمجھیں کہ دنیا کے معنی بے ثباتی کے ہیں کسی چیز کو قرار
نہیں خدای بزرگ لم یزل ہے باقی سب چیزوں کو زوال ہے۔
یوں تو استادگی علم مبارک محرم کی چاندرات کو ہوتی ہے مگر تیاریاں
پہلی ذیحجہ سے شروع ہوتی تھیں ادہر رویت ہوئی گیارہ ہنگن سر ہوے
سبحن علی داروغہ اعراس نے مٹھائی پر فاتحہ خوان سے فاتحہ دلائی اور اس کو
ملاحظہ میں پیش کیا والد نے کچھ چکھ کر رحمن صاحب جمعدار شاگرد پیشہ کے حوالہ کردیا
سبحن علی نے دعا کی کہ خداوند ذوالجلال اپنے حبیب پاکؐ کے صدقے اور بطفیل
حسین علیہ السلام صد و سی سال یہ چاند دیکھنا نصیب کرے پا پا میاں، زمرد علی
برادران سبحن علی نے باوازِ بلند آمین کہی اور عرض کی کہ عاشور خانوں کی کنجیاں سرفراز
فرمائی جائیں اور دیگر کوٹھوں کی بھی۔ عثمان علی دفعدار کو حکم ہوا حمام تیار کیا جائے
حمام سے فارغ ہوکر کلید بردار قبول محمد کی طرف دیکھا اس نے فوراً ایک صندوقچہ
پیش کیا اس پر فاتحہ پڑھی گئی اس میں سے کنجیاں برآمد کرکے متعلقہ اشخاص
کے حوالہ کی گئیں مثلاً علموں کے کوٹھے کی سبحن علی کو روشنی کے کوٹھے کی فاتحہ خوان
کو، جیسے ہی فاتحہ خوان نے کنجیاں لیں چوبدار نے آواز دی" برخاست" یہ لوگ
پیچھے ہٹتے ہی تھے کہ پھر چوبدار نے آواز دی" آداب بجالاؤ" اگر والد مرحوم
کسی مصاحب کی طرف رجوع رہتے تو للکارتا" روشن نگاہ" تاکہ ان لوگوں کی
طرف متوجہ ہوں بہرحال عیدِ اضحیٰ اور عشرہ شریف کی تیاریوں کے متعلق رحمت اللہ
معتمد، شاہ فیض تحصیلدار، محبوب علی دیوان فرخ علی داروغہ وغیرہ کو ضروری
ہدایات دیں۔ اِن اشخاص نے کہنیوں تک ہاتھ جوڑ کر کہا جو حکم بجا ارشاد

خداوند، فرخ علی اور محبوب علی کو مع بدرقہ روانگی بلدہ کا حکم ہوا تاکہ وہاں سے فقیری کا سامان اور کپڑے لائیں یہ سلسلہ تقریباً رات کے بارہ بجے تک رہا۔ نقیب نے آواز دی برخاست، سب مجرا بجا لائے باہر نکلے اپنے اپنے مشعلچی ساتھ لئے قلعے سے نیچے اتر گئے صبح میں انہیں جلد حاضر ہوکر منظوریاں لینی ہیں تاکہ خدمتیوں اور پیشہ وروں کو حاضر کرکے مفوضہ کام سونپا جائے اور ۲۰ ذی الحجہ سے محرم کی تیاریاں شروع ہو جائیں - اب دربان نے دروازوں کو معمور کرنا شروع کر دیا جب تک یہ دروازے معمور ہوتے قلعے کے اطراف علی غول کے دو جوان مشعلچی اور مرفے کے ساتھ گھومتے رہتے دروازے بند ہوئے علی غول کے جوانوں نے کیول رام کے برج سے فیل خانہ، شتر خانہ لین کے پہرے کو آواز دی کہ ہوشیار جواباً یہی آواز آئی اسی اثناء میں بڑی چاوڑی کی گشت بھی مع دف کے خندق تک پہنچ کر گشت کی اطلاع دی اب ڈیوڑھی والی ماما جس کا نام امیری بی تھا پرکوٹے میں برادری کے گھروں کو قفل لگا کر پھاٹک کے دروازے تک مشعلچی اور جوانوں کے ساتھ آئی اور قلعہ اور برداری کے مکانوں کی کنجیاں لا کر خواب گاہ کی ماما کے حوالے کیں تاکہ وہ ان کو اپنے سرہانے رکھیں جب یہ ماما محل سے باہر ہو گئی تو تمام محلات مثلاً راج محل، بارہ دری لال برج، رنگین محل، موتی محل کے دروازے بھی معمور ہو گئے معموری اس طرح کی گئی کہ ہر محل کے پردے اٹھا دیئے گئے اور دروازے بند کرکے قفل لگا دیا گیا باہر سے خاص بردار با آواز بلند پکارا ماماجی دروازہ معمور ہوتا ہے خبردار، اصیل نے جواب دیا اللہ محمد مددگار رات کے نو بجے جملہ دروازے بند ہو گئے صرف کھڑکیاں کھلی رکھی گئیں جس کو کھڑکی کہتے ہیں تاکہ حاضری کے جوان اپنے

اپنے پہروں پر ان کھڑکیوں سے آتے ہیں ساڑھے بارہ بجے شب تک سپیلہ
رہا اس کے بعد جملہ کھڑکیاں بھی معمور ہوئیں۔ ہوری کے بعد صبح کے چھ بجے تک کسی
شدید سے شدید ضرورت کے لئے بھی دروازے نہیں کھلتے گیارہ بجے شب
سلامی کی نوبت اور نوبت بادشاہی بجنے لگی جس کا سلسلہ بارہ بجے تک رہا
اب تمام قلعے پر خاموشی طاری ہوگئی مگر پہرہ دار جاگ رہے ہیں کہیں قصہ گوئی
ہے کہیں گنجفہ بازی غرض اپنے اپنے پہرے میں کچھ نہ کچھ دل بہلائی ہو رہی ہے
اللہ اللہ کر کے صبح کے پانچ بجے قلعے کی مسجد سے اذان کی صدا بلند ہوئی
نوبت بجنے لگی دروازے روشن ہونے میں ابھی ایک گھنٹہ باقی ہے برخاست
کے جوان اپنے اپنے گھر جانے کی تیاری کر رہے ہیں روشن چوکی والے اپنے
اپنے آلات لا رہے ہیں تاکہ دروازوں کے روشن ہونے پر حسب معمول بجائیں
لیجیئے نوبت ختم ہوئی۔ دروازے روشن ہونے کا وقت آگیا ماما امیری وردی
والی آئی کھٹکے کے دروازے کی ماما نے اس کو خواب گاہ تک پہنچایا جس نے بادشاہ
علی، کی صدا دیکر عرض کی کہ سب صاحبزادوں کے یہاں خیریت ہے اور غیر معمولی
واقعات کی بھی وردی دی قلعہ کی کنجیاں حاصل کر کے دربان اور بوچے
کے جمعدار کے حوالے کیں یہ بڑا سواری بوچے کے ساتھ رہتا اس فوج کے ہتھیار
امتیازی ہیئتی قرابین ہوتے۔ ساڑھے پانچ بجے کا وقت ہے اب برامدی کے لئے
کچھ منٹ باقی ہیں، فراشن امیری نے چاندنی بچھائی، مسند لگائی گاردنوں کی
فوج سلامی کے لئے بارہ دری میں ایک لین باندھ کر کھڑی ہوئی ایک
کے ہاتھ میں بانسری دوسری کے گلے میں طنبور تیسری کے ہاتھ میں جھانجھ چوتھی
کے ڈیب بگل، شب کی حاضری کی مامائیں اپنا اپنا بچھونا لپیٹ رہی ہیں مشغلین

آئی گلدانوں میں جو پنجے فلیتے لگے ہوئے تھے اور رات بھر روشن رہکر اس محل کو بقعۂ نور بنا رہے تھے ان کو گلدانوں سے نکالنا شروع کر دیا بارہ دری کے دالان میں جو فانوس جلتا تھا اس کا بچا کھچا تیل اپنا حق سمجھ کر ایک برتن میں بھرنے لگی ان پنجوں کی تعداد تقریباً اسی نوے ہوتی تھی ان کو نکال کر ایک ٹوکرے میں جمع کر کے کھٹکے کے دروازے پر لائی یہاں جمعدار مشعل خانہ ایک سد بردار کے ساتھ کھڑا ہے پنجوں کو اس کے حوالے کر کے اپنے گھر کا راستہ لیا کھٹکے کا دروازہ اس جگہ کا نام ہے جہاں گاردنوں اور خاص برداروں کا پہرہ ہوا کرتا تھا جب کبھی والد مرحوم محل میں برآمد ہوتے تھے اس کو کھٹ کھٹایا جاتا تھا کھٹکا ایک لکڑی کا دو ڈھائی فٹ اونچا چھ انچ چوڑا لگڑا تھا جو زمین میں ستون کی طرح نصب تھا اس ستون سے ایک دوسرا اسی برابر کا پتلا تختہ کیلوں سے جڑا ہوا تھا اس پر لوہے کی پتلی سلاخ نیم دایرہ کی طرح مڑی ہوئی نصب تھی جب اطلاع مقصود ہوتی تو پتلے تختے کو اٹھا کر ستون پر ضرب لگائی جاتی جس سے آواز نکلتی گاردن اس سے مطلع ہو کر دریافت حال کے لئے آتی اور جو کچھ بھی عرض معروض ہوتی کہارنوں سے کہتی کہارنیں اصیل سے، اصیل ماما سے جو دروازۂ خواب گاہ پر متعین ہوتی بہرحال پونے چھ بجے کے قریب خواب گاہ کا پردہ اٹھا ماما نے للکار کر کہا "الٰہی عمر و اقبال دولت زیادہ" ادھر گاردنوں نے اپنے خاص انداز میں اور خاص ترنم سے سلامی اتاری ان کا لباس یہ تھا سرخ کوٹ کالی پتلون، سر پر گول ٹوپی جیسی کہ کچھ زمانہ قبل امتنائی پولس بلدہ استعمال کرتے تھے، سڈول جسم، گورا رنگ اور نہایت حسین تھیں ان کی پیشانی پر ہرے رنگ کے گوندے تھے ان کی حرکات و سکنات اور سلامی

کے خاص انداز پیرانِ کہن سال کے لئے بھی تقوی شکن اور شکیب آزما تھے
مگر یہ محل کے واقعات ہیں جہاں نو سال کا بچہ بھی داخل ہونے پاتا۔ گارونیں سلامی
کے بعد قبلہ کی جانب رُخ کر کے اپنی اپنی نشست پر چلی گئیں - والد مرحوم انگا
سے برآمد ہوکر بارہ دری میں اس مقام پر مسند آرا ہوے جہاں حضرت شاہ
خیرالدین کی مسند لگائی جاتی، نورن جی اور قمو جی کے طائفے یہاں ساز و
سامان سے لیس بیٹھے ہیں جوں ہی والدان کے قریب پہنچے ماما نے للکارا
"آداب بجالاؤ" والد نے سلام لیا مسند پر بیٹھ گئے اِن دونوں طائفوں
نے وقتیہ راگنی چھیڑی پندرہ بیس منٹ تک اس کا سلسلہ رہا ماما نے للکارا
خبردار ہوجاؤ" اب اس محل سے باہر حمام محل میں جو حضرت کا خاص اور پسند
خاطر مکان تھا جانے کا قصد کیا ماما نے بندوق لی اصیل نے پاندان اٹھایا
گارون آگے آگے ایک سنگین لئے خبردار ہوجاؤ کی صدائیں دیتی چلنے لگی اس
محل سے حمام محل تک پہنچنے میں تین دروازوں سے گزرنا پڑتا ہے جہاں ماماؤں
کہارنوں اور اصیلوں کے پہرے ہیں دروازوں پر پردے پڑے ہیں جنہیں
پردہ بردار مامائیں اٹھاتی جاتی ہیں جوں ہی والد مرحوم پردوں سے گزرے
متعینہ اصلین اور مامائیں بسم اللہ کی صدائیں بلند کرنے لگیں - والد جیسے
کے دروازے تک پہنچے یہاں لچھمن سنگھ کی نشست والے خاص بردار، بوچھ
اور محی الدین، جھنو سنگھ کی نشست کے پہرہ دار کمربستہ کھڑے ہیں ماما نے
آہستہ دی" خبردار ہوجاؤ" جوانوں نے اپنے آپ کو درست کیا ماما نے آواز
دی آداب بجالاؤ سبھوں نے سلام کیا والد مرحوم سلام لیتے ہوے حمام محل
میں داخل ہوگئے کچھ دیر ورزش کی منہ دھونے کا سامان مقابے میں جاکر

لایا گیا یعنی زیر انداز، آفتابہ، سیلابچی، بیسن دانی، منجن کی ڈبی، خلال جیبی۔ زیر انداز گھٹنے پر ڈال لیا، منہ دھو رہے تھے کہ عملیہ نے آکر عرض کی "عمل پہر کا خداوند" ادھر رسالے سے عبداللہ صاحب نے تاج محل کی طرف رخ کر کے جہاں والد رونق افروز ہوا کرتے تھے سلامی اتاری۔ کڑی کا پردہ سرکایا گیا شیخ رحمن جمعدار، عثمان علی، سجن، سید جلال، حسام الدین وغیرہ شاگرد پیشوں نے ایک قطار باندھی اور سلام کیا، عرض ہوئی نبی بخش استاد حاضر ہیں ارشاد ہوا بلواؤ وہ حاضر ہو گئے کڑی کا پردہ کھینچا گیا چار جامہ بچھایا گیا والد اس پر بیٹھ گئے مالش شروع ہوئی ادھر سید جلال نے حمام کی تیاری شروع کی۔ سجن نے لنگی تولیہ اور مختلف کپڑے مقررہ جگہ پر جمانے شروع کر دیئے مالش کے بعد حمام تشریف لے گئے یہاں قرینے سے ایک کشتی میں ماش، نخود اور مسور کا بیسن دکھا ہے مسور کے بیسن میں انڈے کی سپیدی، نارنگی کا پسا ہوا پوست پسا ہوا آملہ اور ناگرموتھہ شامل ہیں، بر کی اور اگر جل رہا ہے، سید جلال نے حمام کرایا باہر اسمٰعیل سقہ پانی بھرے پانچ چھ گھڑے لئے کمر بستہ کھڑا ہے تاکہ پانی سمونے کی ضرورت ہو تو فوراً اس کی تکمیل کرے۔ بہرحال حمام بھی ہو گیا آرام کرسی پر تشریف رکھتے تھے کہ گھڑیالچی (عملیہ) نے آواز دی "عمل دوپہر کا خداوند" اب خاصے کی تیاری شروع ہو گئی اور مصاحبین خاص رحمت اللہ شاہ، فیض محبوب علی، ہدایت علی، کردگار علی شاہ، محمد اصغر، قطب الدین استاد زادہ اور حبیب علی آکر حمام محل کی نشست میں بیٹھ گئے ہماری یاد ہوئی ہم کو ہمارے شاگرد پیشوں یعنی مہدی حسین کو اللہ خان اور منجھے قاسم اور نبی بخش سنے بینی پاک، صراحی، نوابی کے ساتھ حمام محل میں پہنچایا ہم آداب گاہ پر کھڑے ہو کر

آداب بجالائے والد نے گردن سے اشارہ کیا آرام کرسی کے سیدھے بازو جہاں چاندی کا پلنگ لگا ہوا تھا ہم بیٹھ گئے کسی شاگرد پیشہ نے حضار دربار کی عرض کی حکم ہوا بلواؤ، مصاحبین خاص اور بڈھن صاحب وغیرہ حاضر ہو کر آداب گاہ پر کھڑے ہوئے چوبدار نے آواز دی آداب بجا لاؤ، سبھوں نے آداب کیا گردن سے اشارہ ہوا بیٹھ جاؤ کرسی کے بائیں جانب جہاں دری پر چاندنی بچھی ہوئی تھی بیٹھ گئے آخر میں زین الدین صاحب استاد تشریف لائے والد نے نیم تعظیم کے ساتھ سلام کیا ان کو مصاحبین کی صف میں نمایاں جگہ دی گئی۔

بڈھن صاحب نے جماعت خاصہ کی بیاض برائی مرحمت فرمانے عرض کی چونکہ یہ سلسلہ آل سے تھے اس لئے یہ کام ان کے تفویض تھا، شیخ رحمٰن کو حکم ہوا، اس نے توشک خانہ خاص سے بیاض اور تکیہ دیا، ارشاد ہوا کہ فوطہ دار سے بغرض فاتحہ شیرینی پانچ روپیے دلائے جائیں، رحمت اللہ معتمد نے نیم سرکاری بھیجی، بڈھن صاحب بیاض لیکر باہر ہوئے کیونکہ ان کو خاصے میں شریک نہیں کیا جاتا تھا، اردلی بیراں جو برہان پوری کوڑا کندھے پر لئے نشست پر کھڑا پہرہ دے رہا تھا بڈھن صاحب کو تحصیل کچہری لے گیا روپیے دلوائے، بڈھن صاحب نے ان روپیوں کو شیرینی لانے اعراس کے جوان کے حوالہ کیا تاکہ بعد فاتحہ آج ہی سے ربط (مشق) شروع کردیں، مٹھائی آئی، بڈھن صاحب اپنے گھر آئے جو تاج محل کے پیچھے واقع ہے، شیرینی پر فاتحہ کے بعد مرثیہ خوانی کی ربط شروع ہوئی اس میں نہایت خوش گلو ہشین، بلند آواز اشخاص شریک ہوتے جو حضرت شاہ خیرالدین صاحب کی اختراع کی ہوئی طرزوں میں مرثیے پڑھتے یہ طرزیں وقتیہ راگ راگنی پر مشتمل ہیں ان کے سننے سے سنگدل سے

سنگدل آدمی بھی رو پڑتا ہے۔

اب دروازہ بند ہو گیا اور بانات کا پردہ چھوڑ دیا گیا ساڑھے بارہ بجے میں انگریزی باورچی خانے سے خاصہ آیا جس میں دو ڈش اور ایک میٹھا ہے سلامتی کے باورچی خانے سے وہاں کا خاص مروجہ خاصہ آیا جس میں زردہ، سفیدہ، مرغ کی بریانی، کباب سیخ، گوشت کی بریانی، لن مزعفر ہے، سلامتی کے باورچی خانے کی یہ خصوصیت تھی کہ چاہے زبردست سے زبردست حادثہ ہو جائے یہاں کے تنور اور چولھے سلگتے رہتے اور پکوان جاری رہتا۔ افرادِ خاندان کو حسب مراتب یہاں سے دن میں دو نان کباب مزعفر، بریانی کی تقسیم عمل میں آتی تھی کہ کتے طوطے اور بلیوں کا بھی حصہ ہوتا صرف سند نشین یا رئیسِ وقت کی رحلت کر جانے پر اور محرم میں شہادت کے روز دو دن تک یہ باورچی خانہ بند رہتا' یہاں کے خاصے کے لئے روزانہ پچیس روپیے مقرر تھے۔ اب دادی حضرت لاڈلی خانم صاحبہ، والدہ ماجدہ حضرت جمال النسا بیگم صاحبہ، محل تبارک النسا بیگم صاحبہ اور میری والدہ زہرا بیگم صاحبہ کے یہاں سے بھی خوان آنے شروع ہوئے جو سامنے کے دالان میں ترتیب سے رکھ دیئے گئے۔ مکان کے ایک حصے میں ببر علی اور کریم باورچی چاندی کا چولھا اور چاندی کی دیگچی تیتر کا گوشت اور مچھلی اور پکوان کی دیگر خام اشیاء لئے حکم کے منتظر کھڑے ہیں۔ مکان کے دوسرے درجے میں دسترخوان چنا گیا، محبوب علی، ہدایت علی نے کھانا جمانا شروع کیا' والدِ مرحوم بیچوں بیچ تشریف فرما ہوئے ایک جانب مہدی حسین خان دوسری جانب میں، خالد کے مقابل محبوب علی اور ہدایت علی، محبوب علی کے بازو زین الدین استاد' ہدایت علی کے بازو کردگار علی شاہ

محبوب علی اور ہدایت علی پہلے خود چکھ کر خاصہ پیش کرنے لگے کباب اور نان
کے پہلے دور کے بعد دسترخوانی پھلکوں سے ہاتھ صاف کیے گئے اور کانٹے
چمچے سے انگریزی خاصہ تناول ہوا پھر مغلائی علاوہ ازیں جو چیز طبیعت چاہتی
باورچیوں کو اس کی تیاری کا حکم ہوتا دو ڈھائی بجے تک خاصے کا سلسلہ رہا
اب دسترخوان بڑھایا جا رہا ہے محبوب علی چاشنی کی پوٹلی باندھنے لگے
شاگرد پیشیوں نے بچا ہوا کھانا باہم تقسیم کرنے کی ٹھانی، خوان کسے گئے اور حمام
محل کے پہرہ کے دالان میں رکھے گئے، رحمن جمعدار آیا سب کے جھیے بجرے
کر دیئے والد ہاتھ دھو کر کرسی پر جلوہ افروز ہوئے نقیب نے آواز دی برخاست
ہمارے اور رحمت اللہ کے سوا سب رخصت ہوئے کچھ دیر بعد شاگرد پیشہ نے
عرض کی کہ شاہ فیض، سید احمد، سلطان حسن، مادھو راؤ حاضر ہیں ارشاد ہوا
بلواؤ، یہ آداب گاہ پر آئے سلام کیا، ارشاد ہوا بیٹھ جاؤ، مادھو راؤ نے عید
کے پکوان اور قربانی کے گوشت کی تقسیم کے لئے والد کا حکم حاصل کیا اور اخراجات
محرم کی تفصیل بیان کی شاہ فیض نے رقم کی برادر دپیش کی رحمت اللہ نے
شرحِ منظوری لکھی والد نے دستخط کئے۔ سید احمد نے عرض کی مواضعات
سے قربانی کی گائیں اور بکرے آئے ہیں ملاحظہ فرمائے جائیں ارشاد ہوا
تین بجے ملاحظہ کروں گا۔ سید اسمٰعیل کلی بردار نے حقہ پیش کیا ماما رحمن محل
سے خاص دان میں پان لائی حقہ کا کش لئے اور دو پان ملاحظہ فرمائے۔
بجن نے اگال دان پیش کیا برخاست کا حکم ہوا، کڑی کا پردہ کھینچا گیا، آرام
فرمایا نارائن اور روز پرچی والوں نے چپی شروع کی اور اسمٰعیل دکنی پنکھا کھینچنے
لگا تمام شاگرد پیشہ وغیرہ اپنی اپنی جگہ بے تکلف ہو گئے پانچ بجے کا وقت

آیا سقے نے چھڑکاؤ کیا، فراشوں نے تاج محل کے جنوبی دالان میں چاندنی کا فرش کیا والد نے تاج محل پر برآمد ہو کر قربانی کے جانوروں کا معاینہ فرمایا، عبداللہ صاحب نے رسالے سے سلامی دی، مصاحبانِ خاص کی آمد شروع ہو گئی حسب مراتب اپنی اپنی جگہ پر سلام کر کے بیٹھ گئے، گنجفہ اور شطرنج کی بازی رہی، سید محبوب پسر سید جلال نے آکر عرض کی کہ حیدرآباد سے فرخ علی، محبوب علی، علی رضا، خواجہ احمد، ذاکر حسین لکھنوی مرثیہ خواں قہوہ خانے پر حاضر ہیں والد نے رحمٰن کی طرف اشارہ کیا اس نے پروانگی کا سونٹا (پروانہ راہداری) جو خلوت گاہ میں زردہ بانات کے غلاف میں رکھا جاتا تھا ہرکارے کے حوالہ کیا، ہرکارہ یہ سونٹا بوجیہ پادشاہی بہری کمان، رسولی اور قہوہ خانے کے صدر ہندی رستم جمعدار کو دکھا کر ان اشخاص کو اپنے ہمراہ قلعے پر لایا، معمولی دنوں میں سیاہ رنگ لکڑی کا اور محرم اور دیگر تہواروں میں ہاتھی دانت اور سیپ کا سونٹا استمال کیا جاتا جب یہ اشخاص بوجے میں پہنچے ہرکارے نے محی الدین خان کے پہرے میں اطلاع دی، محی الدین خان کے پہرہ والے نے حمام محل کے پہرہ والے کو حمام محل کے پہرہ دار نے تاج محل کے کسی شاگرد پیشہ کو مطلع کیا شاگرد پیشہ نے دونوں ہاتھ کہنیوں تک جوڑ کر عرض کی کہ جو لوگ خریدی سامان کے لئے بلدہ گئے تھے حاضر ہیں۔ ارشاد ہوا "ہوں"، اسیطرح سلسلہ بہ سلسلہ حکم پہنچا دیا گیا بعض کچوس اور بعض اپنے رومال سے کمر باندھ کر حاضر ہوئے والد شطرنج کھیل رہے تھے نگاہ اوپر اٹھائی انہوں نے سلام کیا بیٹھنے کا اشارہ ہوا بیٹھنے والے اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے کھڑے ہونے والے کھڑے رہے شام ہونے کو ہے قہوہ

خانے میں بیرقوں کے سامنے گجراور لین میں طنبور جھانج بگل بجنے لگے۔ بازی ختم ہوئی فرخ علی اور محبوب علی سے متوجہ ہوئے سامان کی فہرست دیکھی حیدرآباد کے واقعات دریافت فرمائے سامان حیدر محل کے پہرہ میں رکھوا دیا گیا برخاست کا حکم ہوا، ان لوگوں نے کھڑے ہو کر سلام کیا قلعے کی مسجد سے مغرب کی اذان ہوئی والد جو ابھی تک نیچے بیٹھے ہوئے تھے کرسی پر تشریف فرما ہوئے اور مصاحبین خاص الخاص کرسی کے سامنے دو رویہ بیٹھ گئے اور زیرلب جل جلالہ جل شانہ پڑھنے لگے بعضوں نے مسجد کی راہ لی اور بعضوں نے ضروریات سے فارغ ہونے کے لئے خود کو پہرے میں پہنچایا، آدھے گھنٹے کے بعد لعل برج سے والد برآمد ہوئے کچھ گپ شپ رہی، رات کا طنبور لین اور محل میں بجا ارباب نشاط مع داروغہ حاضر ہوئے، رحمت اللہ قوال غلام قادر ستار نواز محمود علی طبلیا بھیم گیرا رہونیم نواز اور بے نظیر ایک خاص گاین نے اپنے کمالات سے محفل کو محظوظ کیا، انعام واکرام دیا گیا، دروازوں کی خصتی ہو چکی قلعے کی گشت بادشاہی تک پہنچ گئی بستی کی گشت خندق تک آئی، شاگرد پیشہ نے آواز دی برخاست مصاحبوں نے مشعلچیوں کے ساتھ اپنے اپنے گھروں کی راہ لی، محلات کے دروازے اور قلعے کی کھڑکیاں معمور ہوئیں صبح ۹ ذیحجہ ہے باورچی خانے میں حلوا روٹی تیار ہو رہی ہے دن نکلا خاصے کے بعد محبوب علی نے تقسیم حصہ جات کی فہرست داخل کی اس پر صاد کیا گیا اور زبانی تاکید ہوئی کہ فلاں محل میں ایک بکرا دیا جائے اور فلاں میں نصف، اور بڑے جھاڑ کے پاس جو تاج محل کے نیچے جنوب میں واقع ہے قربانی دی جائیگی مسجد قلعہ میں ٹھیک ۸½ بجے نماز ہو گی اور عیدگاہ معین الدین حسین خان، مہدی حسین خان، جمال الدین حسین خان

ہاتھی پر عماری میں مع جلوس جائینگے، رحمٰن کو حکم ہوا کہ قاضی و خطیب کے لئے توشک خانے سے خلعت برآمد کرے اِن ہدایات کے بعد حسب معمول استراحت کا ارادہ فرمایا آج کچھ وقت سے پہلے بیدار ہوئے شاگرد پیشہ کو حکم ہوا کہ سواری تیار کی جائے، غوث الدین نے اونچی برج سے آواز دی کہ بگھی اور سوار تیار رہیں فتح میدان کو سواری جائیگی اس اثناء میں والد ضروریات سے فارغ ہوئے لباس بدلا کبھی راقم اور مہدی حسین کو ساتھ لیجاتے اور کبھی حبیب علی اور رحمت اللہ معتمد کو، سواری کا وقت آیا سب پہرہ دار اور جمعدار کمر بستہ ہاتھ میں تلوار لئے اپنے اپنے پہرے پر کھڑے ہوگئے چوبدار نے آواز دی "خبردار ہوجاؤ" والد برآمد ہوئے ان کے پیچھے ہم دونوں ہمارے ساتھ ساتھ مصاحبین، جب محی الدین خان کی نشست کے پاس سواری آئی تو ہرکارے نے آگے جاکر تمام پہرہ جات کو مطلع کیا اور قہوہ خانے کے پاس گاڑی کے قریب کھڑا ہوگیا ہر پہرہ پر آداب بجالاؤ اور روشن نگاہ کی صداؤں کی گونج میں گاڑی تک سواری پہنچی دروازہ کھلا جوں ہی قدم گاڑی پر رکھا نقیب نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کہا رسالے سے محمد حسین رسالدار نے اِن الفاظ میں سلامی اتاری :-

"Eyes from carry arms Salute"

مہادو کوچ مین نے گھوڑے کو اشارہ کیا گاڑی کے آگے آگے دو سوار جن کے ہاتھ میں برچھے ہیں گاڑی کے پیچھے محافظ دستہ جس میں محمد حسین، محمد عبداللہ رسالدار ننگی کرچیں لئے ہوئے، زر لفت کا ڈریس، زریں شملے، ڈبہ دو لائی نقروی ملی بند زریں دوش پر ڈالے۔ ان کے پیچھے منور خان اور محمد مظفر دفعدار اور محمد بسم اللہ، آخر میں ایک کوتل بردہ ہم گاڑی جس میں توشک خانہ وغیرہ ہے

بگھی تلواڑی کے میدان ہی میں ہتی کہ پلیٹ کے سوار سکھوں کے ناکے تک پہنچ گئے
سکھوں کے جمعدار نے سلامی دی یہ ناکہ درگاہ حضرت شاہ ٹرسے صاحب قبلہ کے
پاس تھا جہاں اب گرپاچا مدگیا کی دکان ہے جیسے جیسے سواری آگے بڑھتی
جاتی رعایا اور دوکان دار اپنی اپنی دوکانوں سے نیچے اتر کر کر بستہ آداب بجا
لاتے لیجیے اب سواری جامع مسجد تک پہنچ گئی اس کے متصل بڑی چاوڑی
تھی، یہاں کے کوتوال نے سنکھ اور دف کے ساتھ سلامی اتاری اور پیش امام
جامع مسجد نے تعظیماً جھک کر سلام علیکم، کہا والد نے سلام لیا گاڑی دکھنی
چاوڑی پہنچی یہاں جمعیت کوتوالی نے سلامی دی اس اثنا میں پلیٹ کے سوار
شاہ پور تک پہنچ گئے، شاہ پور کی چاوڑی میں خفیہ پولس کی سلامی ہوئی بگلچی
نے بگل پھونکا تا کہ غضنفر میدان کے لوگ مطلع ہوں اور اپنے لوازمے سے آراستہ
ہوکر صف بستہ کھڑے ہو جائیں برآمدہ کی سیڑھیوں تک گاڑی پہنچی عثمان علی نے
دروازہ کھولا والد نے اتر کر ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے ہوے ارشاد فرمایا کہ
آج عرفے کی فاتحہ ہے معین الدین حسین خان کو کہا جائے کہ وہ انجام دیں ہمشیرہ
معین الدین حسین خان مرحوم فرزند اکبر بنگلہ شریف ہی میں والدی صاحبہ کے ساتھ
سکونت پذیر تھے یہاں مختلف مشاغل ہوتے بعض وقت نیزہ بازی، گھوڑوں
کی سواری، کبھی اسپورٹس بعض مرتبہ بھینسوں اور مینڈھوں کی ٹکر اور گاہے گاہے
پہلوانوں کا دنگل، پتنگ بازی۔ نشانہ اندازی، کبھی چونی اور کبھی سکوریوں
کو مشین سے اچھال کر نشانہ بنایا جاتا ___ اور توپ وغیرہ
کے مختلف شعبدے ہوتے پردے پر توپ چلائی جاتی گولہ لگ کر نیچے گر جاتا
اور پردے کو کوئی نقصان نہ پہنچتا کیلے کے درخت میں سیخ ڈالی جاتی اور

اس کو تلوار سے قلم کیا جاتا بکرے کو ٹسکا کے گھوڑا دوڑاتے ہوئے ایک وار
میں دو ٹکڑے کر دیئے جاتے۔ شاہ پور کی مسجد سے مغرب کی اذان ہوئی
کچھ دیر توقف فرمایا اور والد بھی منھ ہاتھ دھو کر کمرے سے باہر تشریف لائے
قطب الدین استاد، احمد علی چابک سوار، پیر صاحب استاد، محمد اصغر اور دیگر
مصاحبین سے آج کے اسپورٹس کے متعلق اظہار خیال فرمایا، سات بج
چکے قلعے کی نوبت اتر گئی کچھ دم میں آٹھ بجے کا طنبور ہوگا، حکم ہوا کہ سواری
لے آؤ۔ واپسی محل میں آئی، قہوہ خانے پر شاگرد پیشہ اور مشعلچی حاضر میں گاڑی
سے اتر کر چھو دروازے تک پیدل تشریف لے گئے یہاں پیر صاحب سائیسوں
کے ساتھ وفادار نامی گھوڑا لیئے منتظر ہیں تاکہ اس پر سوار کرا کے بالائی قلعہ پہنچائیں
کیونکہ سیڑھیاں بہ جبر بنا کار سے دار دہے، حمام محل کے روبرو آکر گھوڑے سے اترے
اور گھوڑے کو مٹھائی کھلائی، یہاں معمر مصاحبین اور چابک سوار عباس علی جو
اپنی پیرانہ سالی کی وجہ سے فتح میدان حاضر نہ ہو سکے تھے پہلے سے موجود تھے
والد نے گھوڑے کی تعریف کی انھوں نے ہاں میں ہاں ملائی لیکن جیسا کہ
دنیا کا قاعدہ ہے ایک فن داں دوسرے فن داں کو دیکھ نہیں سکتا یا ایک نیام
میں دو تلواریں نہیں رہ سکتیں باوجودیکہ والد نے گھوڑے کی تعریف کی تھی،
عباس علی نے پیر صاحب کے بنائے ہوئے گھوڑے میں دبتے ہوئے الفاظ
میں عیب نکالے، والد مرحوم سمجھ کر زیر لب مسکرائے اور پیر صاحب کو بھی
اشارہ کیا کہ تم بھی کچھ کہو، پیر صاحب نے کہا "سرکار میں گھوڑا بنانا جانتا ہوں
لیکن سرکاری گھوڑوں کی نسل چرانا نہیں جانتا" عباس علی نے سرکاری گھوڑے
سے اپنی گھوڑی بھروائی تھی یہ اس کی طرف اشارہ تھا۔ اس نوک جھونک کے

بعد حمام محل میں داخل ہوئے عید کے لباس کے لئے سجن اور رحمٰن صاحب کو حکم ہوا کہ بستوں اور بقچوں میں باندھ کر رات ہی میں جما دیں۔ بنام خدا خیر و خوبی سے شب گزری حمام کے بعد دریافت فرمایا کہ حجابت تیار ہے؟ موذن نے آکر کہا صاحبزادوں کا انتظار ہے کچھ توقف فرمایا اتنے میں موذن نے آکر عرض کی کہ سب حاضر ہیں والد نے طرّہ دار دستار اور شیروانی پہنی، رنگین محل سے مسجد میں داخل ہوئے، نماز پڑھی خطبہ سنا، مسجد کے متصل جنوب رویہ دالان میں رونق افروز ہوئے، معتمد رحمت اللہ کے اشارے پران کے لڑکے (عطا کلیانوی) نے جن کی عمر چھ سات سال ہوگی موہنی صورت سر پر چار گوشہ ٹوپی دونوں کندھوں پر چوٹیاں پڑی ہوئیں جن میں سنہری چلکٹے کے موباف سیدھے کان میں بالی جس میں سبز رنگ کا آویزہ۔ کچھ لرزتے کچھ ہکلاتے عید کی تہنیت پیش کی جس کو والد نے خوش ہوتے ہوئے قبول فرمایا۔

یہاں شاگرد پیشوں اور اہل برادری نے عید کا مجری بجا لایا شادیانے بجنے لگے حمام سے سیدھے تاج محل میں داخل ہوتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ معین الدین حسین اور مہدی حسین، جمال الدین حسین عیدگاہ جانا چاہیں تو عماری میں حسب معمول جا سکتے ہیں، خواصی میں میر عابد علی صاحب استاد اور قطب الدین استاد رہیں یہ کہتے ہوئے تاج محل کے جنوبی برامدے میں برآمد ہو کر نیچے قربانی کے جانوروں کو ملاحظہ کیا تمام مصاحبین خاص دست بستہ پیچھے بالکل خاموش وساکت کھڑے ہیں، رحمو نے توشک خانے سے قربانی کی چھری برآمد کی جس کا نیام ہرا اور دستہ یشب کا تھا اس کو غلام حسین موذن کے حوالے کیا غلام حسین نے چھری کو والد کے سامنے دونوں ہاتھ پر رکھ کر پیش کیا والد نے درود پڑھ کر اس پر سرخ ناڑہ اور ایک پھول کی لڑی باندھی، غلام حسین چھری لیکر نیچے اترا اس کے ساتھ میراں دل

ہے جس کے سر پر سرخ پگڑی ہے ہرے بانات کا ڈغلا، کمر بستہ، ڈب میں قرولی کندھے پر برہان پوری کوڑا۔ یہ دونوں بوچے سے (۳۲) سیڑھیاں اُتر کر قربان گاہ پہنچے، جہاں گیارہ بکرے اور دو گائیں اور دو اونٹ قربانی کے لئے تیار ہیں نیچے سے نقیب قربان علی نے جس کی آواز اور للکار ابھی تک کلیانی میں مشہور ہے دونوں ہاتھ کہنیوں تک جوڑ کر "روشن نگاہ" کہا اور عرض کی کہ قربانیوں کو پانی پلایا گیا صندل لگا دیا گیا قربانی کا حکم ہوا ارشاد ہوا، بسم اللہ اول حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی قربانی کی جائے، گائے کو گرایا گیا فاتحہ خواں نے فاتحہ پڑھی محمد چاؤش نے بسم اللہ اللہ اکبر کہکر چھری پھیری ادھر سیاہہ نویس دیگر مرحومین مسند نشین کے نام باواز بلند پڑھنے لگا اُدھر محمد چاؤش قربانی کرنے لگا اس طرح سے دو گائے گیارہ بکرے اور دو اونٹ قربان ہوچکے والاجاہ محل میں واپس ہو کر خاصے کا انتظار کرنے لگے اس قربان گاہ کے پاس ایک بڑا گھنا بڑ کا درخت تھا اس کی پار میاں شبل ڈیرے کے بقیں یہاں حاجی قصاب احمد سوالکھی، سعید وغیرہ وغیرہ اپنے ساطور کندھے، چھریاں لئے بیٹھے ہیں، سامنے ایک قطار سے بکرے اور گائیں ٹانگ دی گئیں کاماٹیوں نے صرف بکروں کو ٹانگا، گایوں کے لئے جیل خانہ جس کو بندت خانہ یا اول خانہ بھی کہتے ہیں کے چار مشٹنڈے مسلمان قیدیوں کو بلوایا گیا تا کہ گایوں کے صاف کرنے میں مدد دیں چنانچہ یہ تمام گائیں اور بکرے، اونٹ صاف ہوگئے ایک مسلم بکرا، گائے کی کلیجی، پھیری، گردے سلامتی کے باورچی خانے میں داخل ہوگئے، داروغہ باورچی خانہ ابراہیم بیگ نے رسید بھیجی محبوب علی (اس

درخت کے نیچے بیٹھے مادھوراؤ کے ذریعے حسب فرد حصے بھیجنے لگے باورچی خانے سے ایک فہرست آئی مہادوراؤ نے پڑھا اور عینک کو ناک پر سے اُٹھا ماتھے پر لگا کر کہا کہ حسب معمول "کھورما" (قورمہ) تیار کیا جائے اور سرکار میں عرج (عرض) کرایا جائے کہ اور کوئی کھاس (خاص) چیز کا حکم ہو تو باورچیوں کو مال مسالہ دیا جاتا ہے گو یہ برہمن تھے مگر پکوان کی نگرانی میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے، قاف کو کاف اور ز کو ج کے مخرج سے ادا کرتے باورچی خانہ ر سلامتی میں کھیری گردے کا کھڑا سالن، چپاتی، کلیجی کے سادہ کباب اور مروجہ خاندانی قورمے کی تیاری ہونے لگی ادھر برساتی اردل نے حمام محل کے دروازے پر آکر کسی شاگرد پیشہ کو طلب کیا اور مہادوراؤ نے جو کہا تھا عرض کرائی والد نے رحمت اللہ، محمد اصغر، قطب الدین کی طرف مسکراہٹ سے دیکھتے ہوئے کہا" بارہ بجے کے خاصے پر تو حسب معمول بریانی، متنجن، پراٹھے قورمہ، بی مریم کی روٹی، باقرخانی روغنی روٹی، شیرمال، بیسنی روٹی ہوگی آج عید کا دن ہے عید منانی ہے شام کے لئے کیا پکوایا جائے، سبھوں سنے اپنی اپنی خواہش ظاہر کی والد نے فرمایا مہادوراؤ سے کہو" دادا حضرت کی گزک کا دوپیازہ اور مچھلی کا مسالہ لگا کر ٹی کے شاہ خیرخانی کباب لگائے جائیں یہ اردل آیا" مہادوراؤ سے کہا، مہادوراؤ نے مودی خانے کے داروغہ محمد دلاور کے پاس فہرست بھیجی" لیجیے مہادوراؤ کی زبانی فہرست اور مسالے بھی سن لیجیے" خسکھس" (خشخاش) دس تولہ" مگج بادام" (مغز بادام) گیارہ تولہ، لونگ ۶ تولہ، الائچی ۴ تولہ، کباب چینی ایک تولہ جافران (زعفران) ۶ ماشہ، کھوپرہ چار بٹیاں پیاج (پیاز) دس ڈلی گھی دو سیر پچیس سیر

ٹی کے لئے مہادو راؤ نے یہ مسالے لکھوا کر دستخط کر کے فرد بھیجدی، خرچی کی گزک کی فہرست بھی مہادو راؤ نے ترتیب دیکر دوسرے اردل یداللہ کے ہاتھ روانہ کی اتنے میں غوث الدین عرف غوثو نے آکر محبوب علی منتظم اعراس سے کہا کہ ماموں! سرکار فرمارہے ہیں، حصوں کی تقسیم کے بعد تم شام میں گزک کے لئے ستریاں تیار رکھو، محبوب علی نے مہادو راؤ کو اپنے مطلوبہ مسالوں کی فہرست دی، یہ فہرست رکن الدین جوان اعراس کے ذریعے مودی خانہ داخل ہوگئی، مودی نے تمام اشیاء تول تال کر بھیج دیں ہاں خرچی کی اور خاصے کی گزک بھی سن لیجیئے، خرچی میں شامی، شکم پر، کھٹا کباب سیخ، کچی املی کا دو پیازہ، اُبلے بونٹ۔ خاصے کی گزک میں ہرن کے گوشت کے شامی، تیتر کے سموسے، مچھلی کباب، ستریاں وغیرہ اس اثناء میں باورچی خانہ سلامتی کے چھ خوان دو جوان بھلے آدمی متعلقہ پہرہ محی الدین اور دو جوان بڑی کمر متعلقہ گھاسنی بیگ کی نگرانی میں بھوئیوں کے ذریعے حمام محل میں داخل ہوئے اور حسب معمول جما دیئے گئے اور محلات سے بھی خوان آکر رکھے گئے ادھر محبوب علی نے مہادو راؤ سے کہا مہاراج! حصے تقسیم ہو چکے اب تم شام کی اور کل صبح کی نہاری کی تیاری کرو میں خاصے پر جارہا ہوں مہادو راؤ نے کہا میاں! ذرا محمد دلاور داروغہ مودی خانہ سے کہو کہ "گنج" (مغز، بادام بہت کم اب" خراب اور کڑوے ہیں چکھ کر بھیجیں میں کہوں بھی تو اُس کی تعمیل نہیں ہوتی، یہ اُٹھے، دستار سر پر رکھی کمر سے بگلوس باندھا ہاتھ میں ڈنڈا لیا حمام محل کی راہ لی پہرہ دار وغیرہ میاں! عید مبارک کہنے لگے اور پیٹ میں مونڈیاں ڈالنی شروع کیں یہ دعائیں دیتے اور حسب

مراتب جمعداران پہرہ سے ملاقات کرتے ہوئے حمام محل کی نشست تک پہنچ گئے ڈنڈے کو پہرے میں رکھا اندر داخل ہو کر آداب بجالائے اور دست بستہ عرض کی کہ حملۂ فوج وغیرہ میں حصے تقسیم ہو چکے مصاحبین خاص ذی آنکھوں آنکھوں میں اشارے کئے، دسترخوان ہدایت علی نے چنا تھا حسب معمول نوش جان فرمانے لگے اور آج شام میں جو عید منائی جانے والی تھی اس پر گفتگو ہونے لگی، خاص منہ چڑھے معتمد منشی رحمت اللہ نے عرض کی کہ سرکار میں دم پخت اور مغذا ب تیار کروں گا والد نے محبوب علی کی طرف دیکھا محبوب علی نے مگس راں کی طرف مگس راں نے آبدار کی طرف دیکھا آبدار نے فوراً ہرکارے کو حکم پہنچا دیا، ہرکارہ نے مہادوراؤ کو مہادوراؤ نے داروغہ باورچی خانہ کو مطلع کیا اب عملیہ نے آکر عرض کی کہ عمل تین پہر کا خداوند ادھر مرفہ نواز جبیب نے بڑی کمان پر مرفہ بجایا یہ تقریب یا سواری کے اعلان کا طریقہ ہے، پہلی مرتبہ جب مرفہ بجتا ہے تو تمام فوج اور ملازمین اپنے اپنے اسلحہ وردی کی تیاری میں منہمک ہو جاتے ہیں دوسرے مرفے پر جو ایک گھنٹہ بعد بجتا ہے اپنے اپنے آوردہ پر حاضر ہو کر مثل بندی کر لیتے ہیں، تیسرے مرفے پر اپنی نشستوں سے اپنے اپنے بانے یعنی بیرقیں جھنڈے وغیرہ لیکر کوچ کرکے مذکورہ قربان گاہ کے میدان میں جمع ہو جاتے ہیں۔ بارہ بجے جلوس عیدگاہ گیا تین بجے کے قریب والد نے دریافت کیا کہ کیا "عیدگاہ" آگئی ہے (جلوس واپس ہوا) غوث الدین تاج محل آیا اور جنوبی برآمدے سے دیکھکر واپس آیا اور عرض کی "پاشا" نہ تو عماری کا ہاتھی دکھائی دے رہا ہے اور نہ سلحدار البتہ سواروں کے

نشان کا اسپ اور ڈنکا نواز کا گھوڑا نظر آرہا ہے والد نے محمد رحمت اللہ سے متوجہ ہو کر فرمایا' کیا نمازِ عیدگاہ دیر سے ہوئی؟ توپوں کی آواز بھی سنائی نہیں دی' یہ صاحب بہت منہ چڑھے تھے عرض کی' سرکار آج دو بجے سے ہوا کا رخ بدلا ہوا ہے (شام کے جلسے کی طرف اشارہ تھا) اس لئے آواز نہیں آئی' اتنے میں بگل' جھانج' طنبور' عربوں کی ضامن' گھوڑوں کی ہنہناہٹ' مہاوتوں کی "چھٹے" "مجل" ہاتھیوں کی چنگھاڑ اور دو توپوں کے سر ہونے کی آواز آئی' والد نے فرمایا "عیدگاہ" بارگاہ حسین میں آگئی" سورج مل صوبہ دار نے ہم لوگوں کے اوپر آنے سے قبل ہی آکر عرض کروائی کہ وہ حاضر ہے' حکم ہوا اندر بلواؤ' حاضر ہوا' آداب کیا' دونوں ہاتھ کہنی تک جوڑ کر عرض کی کہ باقبال سرکار حسینی ضرب اور فتح میدان سے عیدگاہ پر ایک ایک ضرب اور قلعہ پر ایرچھدرا اور چندن گڈھ کی توپ سے ایک ایک ضرب توپ اس طرح کل ۴ ضرب سر کئے گئے اب ذرا عیدگاہ تک جلوس جانے کی کیفیت ملاحظہ ہو ہاتھی کو بارگاہ حسین کی جانب شمال سیڑھیوں کے قریب جہاں الاوہ ہے بٹھایا گیا' زوانہ نے سیڑھی لگائی ہم اور ہماری خواصی کے لوگ سوار ہوئے ہاتھی اٹھا' چوبدار نے آواز دی "بسم اللہ الرحمٰن الرحیم" "بڑھاؤ" بگلچی نے بگل بجایا' سواروں نے طرم (ٹرمپ) اور ڈنکے سے سلامی اتاری اور گھوڑوں کو بھگاتے ہوئے ہاتھی کے آگے تین فرلانگ جا کر کھڑے ہوئے ان کے بعد بالترتیب فرقہ پولس فرقہ لین' فرقہ بوچہ' ٹپالہ والے' بیری والے' رواہل' سکھ اور رتھیے والے اس کے بعد فرقہ عرب اپنے ساز و سامان سے ہاتھی کے سامنے

مرفہ اور باجا بجاتے، ضامن بولتے، بندوقیں سر کرتے ہوئے خراماں خراماں بستی ہیں اس جلوس کو دیکھنے کے لئے راستے پر ازدحام ہے، چھتوں پر عورات کا ٹھٹ کا ٹھٹ لگا ہے، غرض جلوس عیدگاہ پر پہنچا، نماز ادا کی قاضی پیش امام اور نایب خطیب کو دو شالوں اور پانچ پانچ روپیوں سے سرفراز کیا گیا اس وقت خطیب نواب ابراہیم علی خان تھے جن کے صاحبزادے نواب دوست محمد جاگیر دار تیموری اب جانشین ہیں۔ جس طرح جلوس گیا تھا اُسی ترتیب سے خیرات کرتے ہوئے واپسی ہوئی ہم باقتضائے طفولیت کبھی چھتوں پر پیسے پھینکتے کبھی مجمع پر اور کبھی ان چھتریوں میں جو بانسوں پر باندھ کر ہاتھی کے قریب لائی جاتی تھیں۔ اب شام کے دربار کی تیاری شروع ہوئی اس اثنا میں ماما رحمن نے آکر ہم کو مطلع کیا کہ سرکار بھالدار کے ذریعے... کہلا بھیجے ہیں کہ جلد آؤ نذروں کا وقت ہو رہا ہے کرسی میانہ حمام محل پر آکر لگا ہے، ہم تیار ہو گئے۔ انگرکھا، تومان اور طرّہ دار دستار پہنی مجلوس لگایا جس میں ایک طرف چھوٹا سا تمنچہ اور دوسرے جانب جنبیہ، ہاتھوں میں چھوٹی چھوٹی تلواریں غرض شاگرد پیشہ کے ساتھ اپنے اپنے محل سے نکلے مہدی حسین کے ساتھ اللہ خان اور بچو، بڑے بھائی کے ساتھ فاضل، غلام علی شیخ راجہ، میرے ساتھ نبی بخش، قاسم، ہمارے شاگرد پیشیوں نے کہنا شروع کیا جلدی جلدی چلئے صاحب۔ ہم والد کے ہاں پہنچ کر کھڑے ہو گئے والد شیروانی زیب تن فرما چکے تھے سندی سہراب جواہر کا صندوق ہندی سعید تلوار، بجن دستار لئے کھڑا ہے صندوق سے نیچ بند، بازو بند، مراد ریدی کنٹھا انگوٹھیاں اور سرپیچ نکالا گیا، نیچ بند بازو بند، باندھے گئے گلے میں کنٹھا انگلیوں میں

انگوٹھیاں پہنیں، سر پر دستار رکھی، ہاتھ میں تلوار لی، اگال دان، پاندان
عباسی، دھوپ، شیزبچہ، بندوق، سپر، جالی کا آبدار خانہ وغیرہ شاگرد پیشہ
لئے ٹاپ کے قریب اپنی اپنی جگہ کھڑے ہو گئے، چرن بردار نے اپنا جھولنا لیا
تمام فوج، ملازمین اور بجیتروں میں کھلبلی مچ گئی کہ اب برآمد ہوتے ہیں اتنے میں
چوبدار نے آواز دی "خبردار ہو جاؤ" خاص بردار نے محل سرا کا پردہ اٹھایا
دروازے کے قریب ٹاپ لگی تھی جوں ہی والد نے اس میں سیدھا پاؤں
رکھا چوبدار نے آواز دی آداب بجا لاؤ" روشن نگاہ، سلام مجرے کے بعد
بسم اللہ الرحمن الرحیم کی دوسری صدا ہوئی بھوئیوں نے بھی بول برابر کہہ کر
ٹاپ اٹھائی، باجے بجنے لگے، بندوقیں سر ہونے لگیں، کان پڑی آواز سنائی
نہیں دیتی تھی والد نے منہ پر دستی رکھی، ہم اور مصاحبین وغیرہ ٹاپ کے پیچھے
غرض خراماں خراماں حیدر محل پہنچے، حمام محل سے حیدر محل تقریباً ایک [illegible]
ہو گا مگر سواری ازدحام کی وجہ ایک گھنٹے میں پہنچی تمام فوج کی سلامی [illegible]
باجوں کے ساتھ ہوئی، حوض میں فوارے چل رہے ہیں، لنتر ہانڈی [illegible] روشنی
ہوئی، روشنی کی دیواریں بری روشنی ہو رہی ہے، ماہی پشت [illegible]
رہا ہے۔ شاہ نشین کے سامنے تخت پر زردوزی مسند لگی ہے [illegible]
ڈنڈا پشتگی تنا ہے فراش اپنی اپنی جگہ کھڑے ہیں: بنگلہ پر بیگمات [illegible]
نیچے مامائیں دست بستہ کھڑی ہیں والد کے سیڑھیوں کے پاس پہنچتے ہی [illegible]
اور طوائفوں نے "بنا مرا دھوم گجر سے آیا" گانا شروع کیا، والد تخت پر بیٹھے
ہی تھے کہ نقیب نے کڑک کر کہا" الٰہی عمر و دولت زیادہ" ساتھ ہی ہتھیار
وغیرہ سامان بھی تخت کے پاس قرینے سے جما دیا گیا، ہم لوگ اپنی اپنی جگہ بیٹھ

گئے علیٰ ہذا برادری عہدہ دار وغیرہ بھی۔ قوال گانے لگے :۔

برتو ایں محفلِ شاہانہ مبارک باشد

ادھورا ذیر لب اور نقیب نے نام بنام باآواز بلند پکارنا شروع کیا، پہلے بڑے بھائی نے نذر دی، والد نے اس کو قبول کرکے کشتی میں رکھا جسکو حسام الدین لئے کھڑا تھا، مہدی حسین اور راقم کے بعد برادری پھر قاضی، دیسکھ دیسپانڈیر نرخی، محتسب، نار گونڈہ اور عہدہ دار وغیرہ نے علیٰ قدر مراتب نذر پیش کیں خطیب کی جانب سے اُن کے نایب غلام محمد نے جو یہاں کے معتمد بھی تھے نذر گزرانی، ڈیڑھ گھنٹے تک یہ سلسلہ رہا، پان پٹی دی گئی، نذریں ختم ہوئیں، ہجی جی کے طایفے نے اپنا رقص پیش کیا، بہروپیئے اپنا سوانگ لائے اور اس قدر ہنسایا کہ حضار کے پیٹ میں بل پڑ گئے والد منہ پر دستی رکھکر مسکرائے اپنے بے تکلف صاحبین کو جو مودب بیٹھے تھے خاص پروگرام کے متعلق کنکھیوں سے اشارے کرنے لگے قوالوں سے کچھ سنا نہ سنا دربار کے برخاست کا حکم ہوا اور جس طرح سواری حیدر محل گئی تھی اسی طرح لوٹی، ہمیں اپنے محلات بھیجدیا گیا والد تبدیل لباس فرما کر تاج محل میں جہاں مجلس خاص مرتب تھی رونق افروز ہوئے یہاں قوال، طوایف، بھانڈ، بہروپیئے اور دیگر ماہرین موسیقی حاضر تھے، رقص و سرود شروع ہوا، کسی نے کباب کی تعریف کی، کسی نے پرتابڑی کی جتنے منہ اتنی باتیں مجلس خاص رات کے تین بجے برخاست ہوئی، ادھر باورچی خانے میں نہاری کی تیاری شروع ہوگئی تیچھے باورچی خانے میں باورچیوں کا شور و غل، ابراہیم بیگ کی گھُرکی، مہادو وما دو کا اپنی خاص زبان میں گنگھیانا ایک خاص سماں پیدا کر رہا تھا اللہ اللہ کرکے صبح کی نوبت شروع ہوئی چلتے کی

مسجد سے اذان ہوئی دروازے روشن ہونے لگے دعوتیوں کا سلسلہ شروع ہوا ۶ بجے ابھی کچھ اندھیرا باقی تھا والد نے بیدار ہو کر لعل برج سے دریافت فرمایا کہ دعوتی حاضر ہیں؟ عرض کی گئی حاضر ہیں، وضو کے بعد تاج محل میں برآمد ہوئے اور سب کی یاد ہوئی، یہاں سفید چاندنی پر دستر خوان تیار ہے جس پر قسم قسم کے گلدستے روشن ہیں کونوں میں چار فراش ہاتھ باندھے کھڑے ہیں پہلے بلبل بازی ہوئی بلبلوں کو چشک سے اتارا گیا گوندا بنا کر منھ ملایا گیا، ٹھیی کھولی گئی جو سچے مروارید اور کلابتوں کی تھی بلبل کی پہلی کا آغاز ہوا شکست خوردہ بلبلوں کی دم کی لالیاں نوچ کر فاتح بلبل کی ٹھیی میں باندھی گئیں، خاصہ شروع ہوا داستان گو نے خاص انداز میں قصہ چھیڑا، اتنے میں دن نکل آیا فراشوں نے گلدستے اٹھا لیئے، دستر خوان بڑھایا گیا کچھ دیر ادھر ادھر کی باتیں رہیں رات میں غیر معمولی جاگنا پڑا تھا ستانے کے لئے برخاست عمل میں آئی دوسرے دن فراش خانے کے داروغہ نے منتظم کارخانہ سے کہا کہ دربار اور دعوتوں کی وجہ سے فرش خراب ہو گیا ہے، عشرہ شریف بھی قریب آپہنچا ہے۔ اصطبل فیلخانہ اور شتر خانے کے داروغہ کو حکم دیا جائے کہ جملہ فرش ہاتھی اونٹوں اور ہنڈیوں پر لاد کر تالاب تپرانت بھجوائے تاکہ ۲۹ ذیحجہ تک دھل دھلا کر آجائے اور چھپت بندھوائی کا کام آغاز ہو سکے معتمد پیشی سے اجازت لی گئی اور طعام خانہ کے داروغہ نے نوشادر، روئی کا گالا اور کوئلہ وغیرہ کی فہرست پیش کی تانبہ کو ٹھیاں، دیگ، کشتے، چمچے، کفگیر، ڈورا لگن وغیرہ کی قلعی کرا لیجائے اول کے ذریعے قلعی گر طلب ہوئے بھوئیوں اور قیدیوں کے ذریعے حبذ ظرف قلعی

کوٹھے سے برآمد کر کے بڑ کے درخت کے پاس جما دیئے گئے قلعی کی گئی، قلعدار نے سن، جھولا، کھرپی، کلہاڑی کی فہرست پیش کی تاکہ قلعہ کی حجامت کرائی جائے فصیل اور برجوں میں جو درخت اگ آتے ہیں ان کی قطع و برید کو حجامت کہا جاتا ہے جھولے میں سوار ہو کر حجامت کی جاتی ہے۔ ذیحجہ کی ۱۸ تاریخ آگئی عید غدیر کی فاتحہ کے لئے افراد منظور ہوئیں، شیر برنج پر فاتحہ ہوئی راجمی نے چاندی کی تھالی میں کچھ چونے کی کلیاں اور چھوٹا سا سی گنگال جس میں پانی بھرا تھا پیش کیا والد نے دو کلیاں اس گنگال میں ڈال دیں، راجمی نے اس چونہ ملے پانی کو بڑی کوٹیوں میں ملا دیا اور بڑ کے جھاڑ کے الاؤ سے جو بی بی کے الاوہ کے نام سے موسوم ہے کونچیوں کے ذریعے آب پاشی شروع کردی جس کا سلسلہ عموماً پانچویں محرم تک جاری رہتا۔ کہار نے آبدار خانوں کے کشکول، کلھیا، مٹکے وغیرہ کی رنگریز نے رنگ کی، زین گر نے ابرک اور حاجی فراش نے طوغ، چرب بتی، مودی نے گڑ، شکر، آٹا، گھی، داروغہ نقارخانہ نے چرم (نقارہ کوچ کے لئے) صیقلگر شیخ امام اور شیخ گھورو نے علم ملوائی کی فہرستیں پیش کیں آخر الذکر فہرست میں کرنڈ، تیل اور پارچہ درج ہوتا، یہ فہرستیں منظور ہوئیں۔ اصطبل، فیل خانہ اور شتر خانے کے داروغہ نے نالکی، پالکی، حاجی نگینہ، کرسی میانہ وغیرہ رنگوانے شروع کئے علم کے کوٹھوں پر فاتحہ دیئے جا کر "اللہ علم" برآمد کئے گئے جس کی ملوائی میں دو روز لگے اس کے بعد جناب عباس اور بازو کے علم کربلا شاہ، پھر سبع علم، بی بی کا علم، جلال بخاری، چھوٹی بی، مجھلی بی، ممبر کے علم، علم زین العابدین نعل حیدر، بارہ امام کے بعد دیگرے صاف ہو کر قرینے کے ساتھ ۲۹ ذیحجہ

کو صندوقوں میں جمادئیے گئے اور تمنا سُنار نے نقرئی بارہ دری کی ضروری ترمیم و صفائی کی جس میں آثار شریف رکھے جاتے ہیں اس کو حیدر محل میں رکھوایا گیا، دیگر علموں کے صندوق بھی یہاں جمائے گئے رویت ہلال کا انتظار کیا جانے لگا تیز نظر اشخاص کو حیدر محل کی چھت اور دیگر بلند مقامات پر متعین کیا گیا، رویت ہلال ہوئی سجن علی نے آکر عرض کی، حمام کی تیاری شروع ہوئی نقارے بجنے لگے، مرفہ ہوا بگل سے بھی فوج کو مطلع کیا گیا سب لوگ حیدر محل میں جمع ہونے لگے، پہلے جھنڈے (شاہ جھنڈا حسینی جھنڈا) باجوں سے نیچے بھجوائے گئے جو استادہ کئے گئے ان کے لئے بلند ترین بانس استعمال ہوتے ہیں۔ ہر جہم میں پانچ کھادیاں لگتیں حسینی جھنڈے کا رنگ سبز اور شاہ جھنڈے کا سفید ہوتا ہے حسینی جھنڈے پر ذوالفقار اور شاہ جھنڈے پر اللہ کا طغرئی ہے حسینی جھنڈہ میدان تراوڑی میں اور شاہ جھنڈا دوا خانے کے قریب سوتی طنابوں سے تھاما جاتا ہے جھنڈے چڑھنے کے بعد تمام فوج عہدہ دار اہل کار وغیرہ حیدر محل میں والد کی رونق افروزی کا انتظار کرنے لگے باداجان حمام محل سے رنگین محل اور مسجد کی راہ سے آئینہ محل آئے اور نعمت خانے سے حیدر محل میں داخل ہوئے ہر دروازے پر نقیب پیش نگاہ با ملاحظہ کی صدا دیتا رہا حیدر محل میں قدم رنجہ فرماتے ہی سید بھولارے نے سہرے اور گل پیش کئے جس کو سجن علی نے والد کا ہاتھ لگوا کر بارہ دری، علموں، نیزوں کو سہرے باندھے اور صنادیق پر چادر گل چڑھائی، کنول برداروں نے عود کے انار اور کنول (عودسوز) پیش کئے والد اور ہم بھائیوں نے عود ڈالا فاتحہ کے بعد "عہدے" (باجے) بجنے لگے صحن حیدر محل میں والد کے سامنے خاصے

کی جماعت اس کے بعد سمع علم کا صندوق سیاہ شامیانے کے نیچے اور اس کے پیچھے نقرئی بارہ دری اس کے پیچھے بی بی کا علم، بی بی کے علم کے بعد اللہ علم جناب عباس، کربلا شاہ اور دیگر علم کے صنادیق یا علیؑ دولہا کی صدا دالان میں یکے بعد دیگرے۔ والد کے سر پر کا کریزی دستار طرہ دار ہے اور اطلس کی شیروانی، پر تلے کا بگلوس لگا ہوا اور ہاتھ میں اودے میان کی عباسی اور ہمارا لباس انگرکھے، دستار مع طرّہ، تومان، بگلوس، ہاتھوں میں چھوٹی چھوٹی تلواریں جس کے میان میں کھنڈ نے دار دستی۔

اب ذرا عاشور خانوں کی آرائش دیکھیئے، بارہ دری میں چھت گیریاں کھینچی گئیں، گلدانوں میں سبزی اُگی ہے جو پہلی ذیحجہ کو جمائی گئی تھی سامنے مہتابی دی گئی ہے، کوچ کا نقارہ شمال مشرقی گوشے میں رکھا ہے شمال مغربی کونے میں ابرک کا آبدار خانہ ہے بارہ دری میں سفید چاندنی کا فرش ہے، دالان در دالان پر ہرے ہرے پردے پڑے ہیں جن پر پنجتن پاک کے نام ہیں۔ بیچ کی کمان میں ایک سیاہ چوبی کمان نصب ہے جس پر مختلف قرآنی ابھری آیات ہیں جانب جنوب چھوٹی ٹبی کی چھوٹی کمان اور بارہ امام کی ٹٹی، براق کی چوکی رکھی گئی ہے اس کے سامنے نوحہ خوان کا ممبر، براق کل گیارہ بجے حضرت خاتون جنت کے علم کے ساتھ استاد ہوگا، بارگاہ حسین میں شطرنجیاں بچھی ہیں، تمام عاشور خانہ لنتر ہانڈی، درخت، فانوس آئینوں سے سجا ہے، اللہ علم کی چھت، فرش، روشنی کا سامان، طوغ اوپر کی چھڑی وغیرہ سفید ہیں، یہ علم مبارک خالص چاندی کا تھا والد مرحوم کے زمانے میں حضرت لاڈلی خانم صاحبہ کے پروردہ محمد اسمٰعیل عرف تجنتی تانی شمر نے

اللہ علم اور دوسرے بارہ دری کے علموں کا سرقہ کرکے توڑ پھوڑ دیا تھا تلاش
کے بعد چاندی برآمد ہوئی، سمع علم کا لوازمہ یعنی چھت، روشنی کا سامان
مردنگ، لنتر ہانڈی وغیرہ سرخ ہے اور جناب عباس کے عاشور خانے کا بانا
سبز ہے اور بجز کربلا شاہ کے جن کا سیلا کاہو کے رنگ کا ہوتا ہے باقی ہر
علموں کے سیلے سفید ہوتے ہیں، آہنی گلال باڑ اودی رنگی ہے پہلی محرم کو
بارگاہ حسین کے اندر علموں کے سامنے جو گلال باڑ لگائی جاتی ہے اس میں
بھی بانے کا رنگ ملحوظ رکھا جاتا ہے، حوض لبالب بھرا ہوا ہے فوارہ چل رہا
ہے، حوض کے شمالی پہلو میں دمدمہ باندھا گیا ہے جس میں نمایشی پتلیاں رکھی
جاتی ہیں سامنے کے نقار خانوں کی چھتوں پر صندلیاں پڑی ہیں اور نقاروں
کے اطراف غلاف چڑھے ہیں جن کا متن سرخ جھالر اور حاشیہ زرد ہے نقار خانوں
کا رخ عاشور خانوں کی طرف ہے بائیں جانب کے نقار خانے کے نیچے لاڑخان
نقارچی نے ہالوں کا شتر نما تابوت بنایا ہے اس میں سبزی جھلک رہی ہے جب
یہ پورے شباب پر آجاتی ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اصلی شتر کی پیٹھ پر ہری
گھاس لادی گئی ہے اور وہ اب اٹھا جب اٹھا لاڑخان پچکاریوں سے پانی
دے رہا ہے بچوں اور بڑوں کا ایک جمگھٹا ہے۔ ایک مجمع آتا ہے ایک جاتا ہے
صفائی ایسی ہوئی ہے کہ سوئی بھی گر جائے تو آسانی سے مل جائے دم بدم
پانی کا چھڑکاؤ ہو رہا ہے تاکہ گرد و غبار نہ ہو انتظام کے لئے جوانان کوتوالی قدم
قدم پر کھڑے ہیں قلعہ تک صرف ایک رخہ راستہ رکھا گیا ہے تاکہ درمیانی اور دوسرے
رخ سے علموں کے صنادیق اور رواہ گزریں بارگاہ حسین سے لیکر شاہ جھنڈے سے
تک دو رویہ دکانیں لگی ہیں جن میں قہوہ، چائے، دھنیا، حلوسوہن، معجون

سکہ، ملمہ، گوکھرو وغیرہ فروخت ہوتے ہیں، ہم نے سواری کو صحن حیدر محل میں چھوڑ کر عاشور خانوں کی آرائش دکھائی تھی اب سواری کی تفصیل سنیئے -

سواری فوج اور باجوں کے ساتھ نہایت تزک و احتشام سے روانہ ہوئی خاصے کی جماعت نے مرثیہ شروع کیا جس کا مطلع یہ ہے :-

اے نسیم صبح صلوٰت وسلام | کر نثار روضۂ شاہِ انام
جا شتابی عرض کر میرا پیام | السلام والسلام والسلام

ہر نئے شعر پر سواری رکی اور جوابی کے مطلع شروع کرنے پر آگے بڑھی بوچہ کے سامنے پہنچ کر سواری رکی ہوی کے علم اور دیگر علموں کے صنایق بارہ دری میں باجوں کے ساتھ بجوائے گئے باجوں کی واپسی پر سواری اسی ترتیب سے خراماں آگے بڑھی جب غسال خانہ اور ہودی خانے کے درمیان پہنچی یہاں کے جوانوں نے سلامی دی، گارد دروازے سے آگے بڑھنے کے بعد فرقہ عروب و پولس نے سلامی اتاری دوسرا مرثیہ شروع ہوا اس میدان میں یہ ہر دو فرقے ایک دوسرے کے محاذی کھڑے تھے سلامی کے بعد یہ بھی سواری میں شریک ہو گئے یہاں جمعدار مشعل خانہ نے تیل اور فلیتے تقسیم کر کے سیڑھیوں کی روشنی کی تھی تاکہ سواری میں ساتھ رکھی جائے سیڑھیوں کے ساتھ متعلقہ مزدور ہیں، کسی کے کندھے پر تیل کا گھڑا ہے کسی کے سر پر ٹوکرا جس میں خشک اور تیل میں بھیگے فلیتے ہیں، فلیتہ گرواں روشنی کی دیکھ بھال کر رہا ہے اور جلے ہوئے فلیتوں کی جگہ دوسرے فلیتے لگاتا جا رہا ہے مشعلیں بھی روشن ہوئیں - بی بی الاوہ کے پاس اہل برادری درباری لباس میں سواری کے منتظر ہیں کسی نے طرہ دار دستار پہنی ہے کسی نے کلی باندھی ہے اور کسی کے

سر پر دو گوشہ ٹوپی ہے، نقیب نے صدا دی آداب بجالاؤ یہ بھی آداب کے
بعد شریک جلوس ہو گئے غرض اسی طرح سواری بادشاہی بری کمان رسولی
قہوہ خانے سے گزرتی ہوئی بارگاہ حسین میں داخل ہوئی علم کے صندوق متعلقہ
عاشور خانوں میں رکھے گئے یعنی اللہ علم بارگاہ حسین کے شمالی حصے میں سمع
علم وسط میں حضرت عباس اور کربلا شاہ جنوبی حصے میں، علم کے بارگاہ میں
میں داخل ہوتے ہی ہر دو نقار خانوں سے نوبت جھڑنے لگی، شہنائی نواز ۔۔۔
بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ شہنائیوں میں بجانے لگے محرم کا باجہ عام
دنوں سے مختلف اور تعزیتی سوز و گداز رکھتا ہے بارگاہ حسین کے وسطی ہال
میں ٹپہ بچھایا گیا اور ٹپہ کے سامنے سوزنی اور سوزنی کے شمالی جانب مخملی ہیا
تکیہ رکھا گیا پردے چھوڑ دیئے گئے اللہ علم کی استادگی کے لئے پاپامیاں کو
حکم ہوا جناب عباس کی استادگی کے لئے زمرد علی کو کربلا شاہ آج استاد نہ
ہو سکے بلکہ یکم محرم کو، خادمین اور کریم الدین دستار بند استاد کریں گے، ٹپہ پر
والد رونق افروز ہوئے شیخ پیراں شیخ عثمان خیاط ناگو سنار لالہ صاحب مجھے سجن
اور احمد علی علم بردار بائیں جانب بیٹھے، سجن علی کو حکم ہوا کہ علم مبارک صندوق
سے برآمد کریں انہوں نے ادب سے دونوں ہاتھوں میں لیکر علم والد کے
روبرو پیش کیا والد نے دونوں ہاتھوں سے علم کو چھوا اور تعظیماً ہاتھ منہ پر لے
علم کو سیاہ تکیئے پر رکھا گیا تمنا زرگر نے مرصع کرن پھول پہنائے درزیوں نے
ناڑے باندھے علم کی پولک میں صندل لگا کر اس کو نیزے میں کسا گیا نیزہ پر غلاف
پہنا کر چھپکا باندھا اور متعدد مدنی ٹپکے باندھے گئے اور سرخ ناڑے بھی اسکیلے
کو چن کر استادگی کے لئے علم کے پہلو میں رکھدیا گیا اس عرصہ میں اللہ علم

اور حضرت عباس کی تیاری بھی مکمل ہوگئی، پہلے اللہ علم کے پاس جاکر سیلے پر عطر مالی ہوئی، بخور دیا گیا اور والد نے اپنے ہاتھ سے سیلے کو علم کی پولک پر باندھا یا علیؑ دولہا کی صداؤں میں علم مبارک استادہ ہوئے بازو کے علم کی استادگی کے بعد تخت اور تخت پر ممبر رکھا گیا جس پر چڑھ کے علم کی خدمت کی جاتی ہے کیونکہ علم بہت بلند ہوتے ہیں، صافی سے علم صاف کئے گئے گل پوشی شروع ہوئی فاتحہ خوان کی جماعت نے صلوٰۃ پڑھنی شروع کی جو یہ ہے :-

اَلصَّلوٰۃُ عَلَی النَّبِیِّ وَالصَّلوٰۃُ عَلٰی رَسُوْل   اَلشَّفِیْعُ الْاَبْطَحِیْ یَا مُحَمَّدْ عَرَبِیْ

پھلارے نے علاقے پاپا میاں کو دیئے پاپا میاں نے والد کو والد نے علم مبارک کے دائیں بائیں جانب حرف ع میں علاقے پہنائے پھر پھلارے نے چادر گل دونوں سروں کو تھامے پاپا میاں کے حوالہ کیا پاپا میاں نے اسی طرح والد کے روبرو پیش کیا والد نے جیسے ہی پولک کو چادر لگائی پیچھے کے خدمتی نے جو تپائی پر کھڑا تھا اس کو باندھ دیا والد نیچے اتر آئے صلوٰۃ خوانی بند ہوئی ممبر پر آسان کی سینی رکھی گئی دو کنول برداروں نے دائیں بائیں سے کنول اور بخور دان (دانار) پیش کئے سید علی فاتحہ خوان نے فاتحہ پڑھی — اثنائے فاتحہ میں خدمتی سیدھے اور بائیں جانب سے مورچل جھلنے لگے جن کے دستے چاندی کے تھے فاتحہ کے بعد آسان پیش کیا گیا والد نے کچھ چکھا، حاضرین میں تقسیم ہوا اسی طرح حضرت عباسؓ کے علم کی استادگی ہوئی اور یہاں یہ فاتحہ پڑھی گئی :-

ترویح روح سراسر فتوح مقدس مطہر، منور، معطر، معنبر سید الشہدا امام الغربا، غریبِ بے وطن، شہیدِ بے کفن، امامِ مظلوم، تشنۂ مغموم سعید

معصوم، گلِ گلستانِ رسول، یاقوتِ کانِ بتول، لعلِ بدخشانِ علیؑ ولی اللہ
عقیقِ یمن ورودہ مخدوم روح الامین، آفتابِ مشرق لغلِ سید المرسلین، بدرِ
تابانِ مطلعِ سینۂ سیدۃ النساء العلمین، تعویذ بازوئی ید اللہ امیر المومنین،
تشنۂ آبِ فرات، ساقیِ کوثر درعرصات، محسن الاخلاق، محمود شیم، گلو بریدۂ
خنجرِ بیداد وستم، خطا بخش وکرم، عذر پذیر ارحم، در خاک وخون غلطیدۂ دشتِ
ابتلا، جریح ذبیحِ وشت ہائی جفا، شیر پروردہ لعابِ سید الثقلین حضرت
امام بالحق ابی عبد اللہ الحسین علیہ الصلوٰۃ والسلام، با فرزندان برادران
وبرادر زادگان وہمشیر زادگان مع ہفتاد ودوتن شہید دشتِ کربلا وپر بلا
عباس بن علی علیہ الصلوٰۃ والسلام وپوشیدگانِ حرمِ عصمت علیہ الصلوٰۃ
عنہما وحر شہید واصحابِ رفیق ویاران شفیق وصاحبانِ توفیق وباقی
ہمہ یاراں کہ در رکابِ ظفر انتسابِ آنحضرت بدرجہ شہادت در رسیدند
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین باخلاص فاتحہ، حضرت عباس کے بعد ممبر
کے علم استاد ہوئے ان کی ڈھٹیاں سیاہ ہوتی ہیں پھر اسی طرح سمع علم
کو بھی استاد کیا گیا سمع علم کی خدمت دوسرے علموں کے برخلاف پیچھے
سے کی جاتی ہے کیونکہ علم قبلہ رخ ہے بازو کے پنجہ نما علم کی موجودگی سے یہ
معلوم ہوتا ہے کہ ایک قوی ہیکل النسان نے تکبیر کے لئے ہاتھ بلند کیا ہے
گل پوشی کے بعد ہم طوغ روشن کئے گئے جن میں دو سبز اور دو سرخ ہیں
حضرت عباس کے طوغ دحرب بتی بھی سبز ہوتے ہیں اب پردے اٹھا دیئے
گئے سمع علم کی فاتحہ وہی ہے جو حضرت عباس کے لئے پڑھی گئی البتہ اس
میں اس زیارت کا اضافہ ہے :-

آزور سیدی و مولای و امامی و شفائی و رجائی و معتمدی لنبها قربتاً الا اللہ السلام علیک یا اباعبداللہ السلام علیک یا ابن رسول اللہ السلام علیک یا ابن امیر المومنین و ابن سید الوصین السلام علیک یا فاطمۃ الزہرا سیدۃ النساء العلمین السلام علیک یا اخی الحسن مجتبیٰ السلام علیک یا شہید کربلا السلام علیک و علیٰ جدک و ابیک السلام علیک و علیٰ اُمک و اخیک السلام علیک علیٰ تسعتہ ذریتک من نبیک السلام علیک منبیتاک موالیک السلام علیک یا ابوالفضل عباس ابن امیر المومنین السلام علیکم یا سایر الشہداء لے رحمۃ اللہ برکاتہٗ یالیتنی کنتُ معھُم نا فوزا فوزا عظیما قبول طاعات و زیارات با اخلاص فاتحہ۔

گلپوشی کے وقت سبع علم کے پاس یہ سلام پڑھتے ہیں:۔

یا نبی سلام علیک یا رسول سلام علیک — یا حبیب سلام علیک صلوٰۃ اللہ علیک

حضرت عباس کے پاس وہی صلوٰۃ خوانی ہوئی جو اللہ علم کے پاس پڑھی گئی والد کے مسند آرا ہوتے ہی حاضرین مجلس یعنی برادری، عہدہ دار، منصبدار جمعدار، رسالدار اور پیشہ وری وغیرہ دو رویہ اپنی اپنی جگہ دوزانو بیٹھ گئے۔ جوں ہی روضہ خواں ممبر پر چڑھے پیچھے سے مشعلچی نے مشعل دکھائی اور رسالدار نے اشارہ کیا، عہدے رک گئے، غلام عباس روضہ خواں نے کندھے کا رومال بازو میں رکھا اور بیاض کو رومال کے اوپر، جیب سے عینک نکالی اس کو صاف کیا اور آنکھوں پر چڑھایا، شیروانی کے پردوں اور دستار کو درست کر کے رَحِمَ اللہُ مَنْ قَرَءَ الفَاتِحَۃَ پڑھا جواباً پائے ممبری نے یہ شعر پڑھا:۔

زمین بخونِ شہیداں دگر بجوش آمد — ملا زراہ محبان سیاہ پوش آمد

روضہ خواں نے تعوذ و تسمیہ کے بعد نوحہ شروع کیا۔

یہ وہ چاند ہے آج نکلا سما پر سدھارینگے کربل کو ثانی حیدر

ہر بیت کے بعد پائے ممبری مطلع پڑھتے جاتے ہیں۔ روضہ خوان نے اس بیت پر نوحہ ختم کیا:۔

غرض بیان غم اہلبیت آسانیست حکایتیست کہ اور البشرح پایانیست

پائے ممبری نے یہ شعر پڑھا:۔

ہلال ماہ محرم ز نو ہویدا شد مصیبت خلف مرتضیٰ مہیا شد

اب نقیب نے خبردار ہو جاؤ کی آواز لگائی والا اور جملہ حاضرین کھڑے ہو گئے روضہ خوان سینہ پر ہاتھ رکھے حسینؑ حسینؑ کہتے ہوئے ممبر سے اُتر آئے اور یہ تعزیت شروع کی تعزیت کے ہر ٹکڑے پر پائے ممبری حسینؑ حسینؑ حسینؑ حسینؑ کہتے جاتے ہیں:۔

مطلع نور کبریا، سبط نبی مصطفیٰ، ابن علی مرتضیٰ، بھائی حسن مجتبیٰ، طول حیات انبیاء، دوش رسول مجتبیٰ، عاشق ذات کبریا، سینہ سیدۃ النسا روح روان فاطمہ، سرو روان فاطمہ، جان جہان فاطمہ، وجہ فغان فاطمہ نازک تن و سر حسین، زلف معنبر حسین، خون مطہر حسین، یا امام، جہت ترویح روح سراسر فتوح مقدس حضرت جناب رسول خدا حضرت علی مرتضیٰ حضرت فاطمۃ الزہرا حضرت جناب خدیجۃ الکبریٰ، حضرت جناب امام حسن مجتبیٰ، حضرت امام حسین شہید دشت کربلا حضرت امام زین العابدین حضرت امام محمد باقر حضرت امام جعفر صادق حضرت امام موسی کاظم حضرت امام ضامن علی موسیٰ رضا حضرت امام محمد تقی حضرت امام علی النقی حضرت امام حسن عسکری حضرت امام مہدی ملجانا بدین علیہ الصلوٰۃ والسلام خیریت و خوبی و تندرستی و

سلامتیِ جان امن وامان بہ تعجیل ظہور خروج ثانی اثنا عشر فرمان فرمائے قضا و قدر نایب مناب خیرالبشر جگر گوشۂ خاتون محشر فرزندِ ساقیِ کوثر ہم نام جناب پیغمبر خلف صدق شبیر و شبر، وارث حیدر صفدر شعشۂ افروز شمس وقمر، ماہِ آسمانِ کمال قدرت حضرتِ ذوالجلال حجت اللہ قایم، بقیۃ اللہ دایم یعنی مہدی صاحب الزماں، خلیفۃ الرحمٰن، مظہر الایمان، قاطع البرہان سید الانس والجان حضرت سید سجاد صاحب مع الحیات رحم اللہ من قرأ الفاتحہ، اس کے بعد فاتحہ خواں نے اس آیت پر روضہ خوانی کو ختم کر دیا

وقل الحمد للہ الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن لہ شریک فی الملک ولم یکن لہ ولی من الذل وکبرہ تکبیرا اللہ اکبر اللہ اکبر اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر وللہ الحمد

سب بیٹھ گئے اب عبدالغفور آبدار نے ایک خاص جام میں جوکشتی نما ہے والد کے روبرو شربت پیش کیا والد نے اس کو ہونٹوں سے لگا کر ہم میں سے کسی ایک کو عنایت کیا اور تمام حاضرین میں بھی شربت تقسیم ہوا۔ مرفہ کا اشارہ ہوا، نقیب نے مرفہ چی کی صدا لگائی مرفہ ہوا ادھر والد نے اٹھنے کا قصد کیا اور ہر نقیب نے خبردار ہو جاؤ کی ندا کی سب کھڑے ہوگئے صحن بارگاہِ حسین میں چرن بردار نے کفش پہنائے آبدار نے آبدار خانہ لیا شاگرد پیشوں نے اپنے اپنے عہدے سنبھالے شاگرد پیشہ کا لباس یہ ہے کان میں بالے داہنے ہاتھ میں سونے کا کڑا اور شالے سے کمر بندھی ہوئی سر پر مندیل کمر میں سونے کی پتلی کا جنبیہ، ہاتھ میں سیدھی تلوار، خانہ زاد حبشی سر پر صندلی کے بجائے دستمال باندھتے ہیں، شمالی سیڑھیوں کی طرف

والد نے قدم بڑھائے، مشعلچیوں نے مشعل دکھائی، کرسی میانے میں سوار ہوئے بھوئیوں کے نایک نے کرسی میانے کی سلاخیں لگا دیں مرفہ وضائن وغیرہ کے ساتھ سواری تزک و احتشام سے بالائی قلعہ رونق افروز ہوئی والد لچھمن سنگھ کی نشست کے سامنے اترے، شاگرد پیشوں کے جھرمٹ میں تلوار بغل میں لئے حمام محل میں داخل ہوئے، رات کے تین بج گئے، تبدیل لباس کے بعد استراحت فرمائی۔

یکم محرم رات کی غیر معمولی مصروفیت نے طبیعت کو مضمحل کر دیا تھا جس کی وجہ وقت مقررہ سے کچھ دیر بعد بیدار رہوے سر میں خفیف سا درد ہے، عثمان علی شاگرد پیشہ کو سادھو سنگھ کی طلبی کا حکم ہوا عثمان علی نے باہر آ کر ہرکارے سے کہا، فرخ علی حمام محل کی نشست پر بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے عثمان علی سے کہا کہ عرض کرو کہ میں حاضر ہوں وہ اندر بلوائے گئے والد نے پوچھا بے وقت کی حاضری کیسی، فرخ علی نے کہا کہ قہوہ شکھ شکھ، تخم خیارین وغیرہ صاف کر لئے گئے، بادام، پستہ، چلغوزے، الائچی مہیا ہے لیموں کا رس اور پسا ہوا نمک تیار ہے ابراہیم بیگ سے بھوننے کے لئے کہہ رہا ہوں لیکن ان کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی اگر باورچی خانے میں جگہ نہیں یا کام زیادہ ہے تو ایک باورچی اور ایک مزدور میرے حوالے کیا جائے فیض بانو بیگم کی حویلی میں میں اور خواجہ احمد اپنی نگرانی میں یہ سب چیزیں تیار کر لیں گے پانچویں کو یہ چیزیں تیار نہ ہوں تو میرا فضیحتا ہوگا اتنے میں عرض ہوئی سادھو سنگھ حاضر ہیں ارشاد ہوا بلاؤ وہ آئے اور والد کے سامنے دو زانو بیٹھ گئے

والد نے کہا ذرا ہاتھ تو دیکھو حرارت تو نہیں ہے انہوں نے نبض پر ہاتھ رکھا اور کچھ دیر بعد کہا نصیب اعدا حرارت نہیں ہے "منے" رات کو جاگنے کی وجہ سے صفرہ کا غلبہ ہے رحمان صاحب! نوابی میں تھوڑا سا پانی تو لے آؤ پانی آیا ڈاکٹر صاحب نے اپنی گنبد نما پگڑی سے ایک پوڑی نکالی اور والد کو دوا پلائی، ارشاد ہوا کیا میں حمام کر سکتا ہوں عرض کی "منے" کوئی حرج نہیں۔ سید جلال کو حمام کا حکم ہوا پانی سمویا گیا، سجن علی سے دریافت کرایا گیا کیا فاتحہ تیار ہے معلوم ہوا کہ آدھے گھنٹے کی دیر ہے، فرخ علی کو باورچی دیا گیا، حمام سے فارغ ہوئے تھے کہ تیاری فاتحہ کی عرض ہوئی، مقررہ لباس زیب تن فرما کر بارہ دری میں داخل ہوئے جس طرح بارگاہِ حسین میں علموں کی باستادگی عمل میں آئی تھی اسی طرح یہاں بھی بی بی کے اور دوسرے علم استادہ ہوئے فاتحہ کے بعد مردانہ برخاست ہو گیا۔ حضرت امام النسا بیگم صاحبہ اور لاڈلی خانم صاحبہ کی خدمت میں والد بغرض کورنشات حاضر ہوئے بیٹھے ہی تھے کہ صاحبزادی برخوردار النسا بیگم کی جماعت نے دبیر کا مرثیہ شروع کیا:۔

کس شیر کی آمد ہے کہ رن کانپ رہا ہے ٥ رن ایک طرف چرخ کہن کانپ رہا ہے

محل کی دوسری جماعتوں کے مرثیئے بھی سنے گئے دو بجے کے قریب حمام محل میں واپسی ہوئی دبارہ دری میں جب تک مرثیہ ہوتا رہا گاردنیں کندھوں پر بندوق رکھے قینچی پہرہ دیتی رہیں)، خاصے کی تیاری شروع ہوئی۔ آج خاصے میں مقررہ کھانوں کے علاوہ قبولی شربت بھی ہے۔ خاصے سے فارغ ہو کر آرام فرمایا، تقریباً ۲/۱ ۴ بجے بیدار ہوئے، رایا وغیرہ درزیوں کو طلب

کیا گیا ہماری بھی یاد ہوئی فقیری کے کپڑے جو بلدہ سے لاکر حید رمحل میں محفوظ کئے گئے تھے منگوائے گئے، بیوتتنے کا حکم ہوا اسی اثناء میں محبوب علی کو ہدایت ہوئی کہ شاہ خیرالدین ثانی کے محلات مشروع اور سوسی والیوں میں حسب مراتب کرتیاں اور دوپٹے دیئے جائیں، بچوں کی ٹوپیوں کے لئے گھوگھرو، سلمہ، محلات کے دوپٹوں کے لئے علیٰ قدر مراتب مغزی مسالہ اور چولیوں کے لئے سنہری روپہلی چمکیاں دی جائیں اور پٹوے کو بلوا کر روپہلی سنہری سیلوں کا آرڈر دیا جائے اس کو ہدایت ہو کہ نصف چار لڑی ہوں اور نصف ایک لڑی، پانچویں تک یہ سب چیزیں سل سلا کرا ور رنگ رنگا کر تیار ہو جائیں اور دس بجے کے قبل تقسیم ہو جائیں کیونکہ مجھکو اس دن قبل از ظہر علم مبارک بی بی کے یہاں پھلارا بننا ہے جس میں کافی دیر لگ جائیگی سب اشیاء متعلقہ اشخاص کے حوالے ہوئیں، منھ دھونے کے بعد چائے لائی گئی، مصاحبین خاص کی آمد شروع ہوئی، شام کی سواری کے لئے پہلا مرفہ بارہ بجے دوسرا مرفہ تین بجے ہوا تیسرے مرفے پر تمام فوج جمع ہو گئی، مسجدِ قلعہ سے مغرب کی اذان ہوئی، مصاحبین کے ساتھ تمام محل میں نماز مغرب نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کی گئی اس کے بعد لباس بدلا، دریافت کیا گیا کہ کیا سواری تیار ہے؟ عرض ہوئی تیار ہے، خود بدولت شاگرد پیشہ اور مصاحبین کے جھرمٹ میں برآمد ہوئے، جھنو سنگھ کی نشست کے پاس کرسی میانے کے اردگرد تمام جوان جو اپنے اپنے ہتھیار سے لیس کھڑے آمد آمد کے منتظر تھے خبردار ہو جاؤ کی آواز پر بالکل ساکت و صامت ہو گئے، والد نے کرسی میانے میں قدم رکھا نقیب نے للکارا آداب

بجالاتے، روشن نگاہ، بسم اللہ اور بول برابر کی صدائیں گرسی میانہ اٹھا پچھلی تفصیل کے مطابق سواری بارگاہ حسین پہنچی، چرن بردار ناگو نے جھولنے سے موزہ نکالا، چرن کو جھولنے میں ڈالا، والد صحن بارگاہ حسین سے زہ تک موزہ پہنے ہوئے گزرے فرش کے پاس چرن بردار نے موزے بھی نکال لئے اور ان کو جھولنے میں ڈالا اور دونوں ہاتھ باندھے زہ کے پاس کھڑا ہو گیا، نقیب نے للکارا حضار آداب بجالائیے، والد اللہ علم کے سامنے تلوار ٹیکے مودب کھڑے ہو گئے ایک جانب ہم ہیں دوسری جانب برادری، فاتحہ خوان نے ماہی تی روشن کرکے پیش کی جس کے نیچے مدرے کا کپڑا اور بیچ میں ایک پھرکی ہے تا کہ موم پگھل کر ہاتھ پر نہ ٹپکے اول سیدھی جانب کا طوغ روشن کیا، طوغ ایک قد آدم چرب تی ہے، پاپا میاں، سجن علی، فاتحہ خوان با آواز بلند بسم اللہ اور درود کا ورد کرنے لگے پھر بائیں جانب کی طوغ روشن کرکے والد پلٹ کر علم کے سامنے آگئے، کنول برداروں نے کنول پیش کئے، بخور ڈالا، صافی بردار نے صافی پیش کی، باواجان نے ہاتھ صاف کئے، فاتحہ شروع ہوئی، اسی طرح تینوں الاووں کی فاتحہ ہوئی، اب فراش نے سبح علم کے متصل شمالی کمرے کی چلمن اٹھائی جو شرقی دروازے پر پڑی ہوئی تھی، اندر داخل ہوئے یہاں چاندنی کا فرش ہے اور سپید مسند لگی ہے، تشریف رکھتے ہی چوبدار نے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہا شاگرد پیشہ تلوار بازو رکھکر باہر آگیا، سجن علی قرآن شریف لائے، اور پاپا میاں نے رحل پیش کی، فراش نے بغل سے تکیہ نکال کر رحل پر رکھا، ماہی تی روشن کی، قرآن شریف کھولا گیا، فراش نے روشنی دکھلائی تو دست شروع ہوئی، سجن علی اور پاپا میاں سامنے بیٹھے ہیں تاکہ کوئی

فروگزاشت ہو تو بتائیں، دو یا تین رکوع پڑھے گئے، خبردار ہو جاؤ کی آواز آئی، کمرے سے باہر نکلے اور سمع علم کے شمالی حصے میں جہاں دوسری مسند لگی ہے تشریف فرما ہوئے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی آواز نقیب نے دی۔ کنول میں عود ڈالا، صافی سے ہاتھ صاف کیا، ختم قرآن کے بعد پھر اللہ علم کے پاس تشریف لائے، گل پوشی کے بعد فاتحہ خواں نے فاتحہ شروع کی اسی طرح سمع علم، حضرت عباس اور کربلا شاہ کی بالترتیب گلپوشی اور فاتحہ ہوئی عہدے شروع ہوئے جھنڈوں کی فاتحہ کے لئے چند عہدے باہر بھجوائے گئے جو ذبدولت کمرے میں داخل ہوئے، جھنڈوں کی فاتحہ کے ختم ہونے کی اطلاع آئی، چلمن چھوڑ دی گئی، نوحہ خوانی شروع ہوئی آج کا نوحہ یہ ہے

اے مومنو! شبیرؑ کا ماتم کرو برپا آیا ہے محرّم

نوحہ خوانی کی تفصیل وہی ہے جو کل کی تاریخ میں گزری اس لئے اعادہ کی ضرورت نہیں، نوحہ خوانی کے بعد حسینی بنگلہ پر برآمد ہوئے، بارگاہ حسین میں فاتحہ خواں، کوتوال اور امیر علی کی جماعتوں نے مرثیے پڑھے آج شیر برنج کا کشتہ بھرا گیا، کشتہ بھرنے سے قبل متعدد چملوں میں شیر برنج بھری گئی ایک خاصے کا، تین ہمارے، شریف النسا بیگم، امام النسا بیگم، لاڈلی خانم صاحبہ جمال النسا بیگم صاحبہ، برخوردار النسا بیگم کا ایک ایک ان کے علاوہ رحمت اللہ معتمد، محبوب علی مہتمم اعراس، حبیب علی، سجن علی وغیرہ کے بھی چملے ہوتے۔ ان پر فاتحہ ہوتے، ادھر مرثیہ پڑھا جا رہا ہے، ادھر مختلف اشخاص باری باری سے کشتہ نکھار رہے ہیں، کشتے کے پاس رام پرشاد نگران باورچی خانہ مشغل چی کے ساتھ کھڑا ہے، آبدار کٹھیا اور تھلیا لئے پانی پلا رہا ہے

بر علی اور کریم باورچی دیگ سے شیر برنج نکال کر کشتہ بھر رہے ہیں چنا
جوان نے عرض کی کہ کشتہ معمور ہوا، مرفہ کا حکم ہوا اور حسب تفصیل ویروزہ سواری
مراجعت فرمائے قلعہ ہوئی۔

۲ محرم ۱۰ بجے سواری مبارک کا بارگاہ حسین میں نزول اجلال ہوا چھوٹی
فاتحہ کے بعد حسینی بنگلے پر برآمد ہوئے آج اصطبل کا داخلہ ہے تمام
گھوڑے صحن بارگاہ حسین میں شمال سے جنوب یعنی حسینی بنگلہ کے ملاحظہ گاہ تک
کھڑے ہیں، افضل علی، پیر صاحب، عباس علی، احمد علی، منور علی چابک سوار
نیچے سے آداب بجالائے عباس علی نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی، خداوند اس
سال مالیگاؤں سے تین گھوڑے اور تین مادیان لائی گئی تھیں، دو
گھوڑے خاص طویلے میں ایک رسالے میں، ہر سہ مادیان، مادیان طویلے
میں داخل ہوئیں اب بفضل خدا تین امیدوار خاصہ ہیں اور تین بن رہے ہیں
جن میں سے فدوی اور فدوی زادہ نے ایک مادیان اور ایک بچھیرا بنایا
ہے اور پیر صاحب نے دو، افضل علی کے حوالے بھی دو کئے گئے تھے۔
ایک بدرکاب نکلا جس کی وجہ رسالے میں بھیج دیا گیا اب افضل علی اس
کو بھی بنا رہے ہیں اس کے علاوہ وہ شاہین نامی مادیان کو جو علی گڑھ
سے آئی ہے مادیان طویلے سے لیکر تعلیم دیرہے ہیں۔ حکم ہوا کہ تم اپنے
گھوڑوں کو پھیر کر دکھاؤ، یہ آداب بجالا کر پیچھے پاؤں ہٹے، مادھو سے کہا
نور افشاں کو تو لانا، گھوڑا آیا بڑے میاں جن کی گھنی گرد ڈاڑھی ہے اسر
پر سیاہ پگڑی، بدن پر چغہ، پاؤں میں زیر پائی، پگڑی پر سے دھاٹا
بندھا، بسم اللہ کہکر گھوڑے پر سوار ہوئے جو خوگیر سے کسا ہوا تھا

برہان پوری کوڑے کا چٹخارہ دیا، گھوڑا آمد آمد آنے لگا آمد ایک چال کا نام ہے جس میں گھوڑا نیم الف ہوکر سامنے جست کرتا ہے سبھوں نے واہ واہ کی اب یہ گھوڑا چھوڑ دیا گیا، دوسرے نیم خاصہ یعنی آدھی تعلیم پائے ہوئے گھوڑے کی باری آئی اب احمد علی فرزند عباس علی آگے بڑھے جو لباس میں باپ سے مختلف ہیں، سر پر تیلیا رومال، بدن میں ململ کی سفید شیروانی، تنگ موری کا اکھیرا پاجامہ، پاؤں میں شوز، ڈاڑھی چڑھی ہوئی، پکارا! ایرو! جہانگیر کو لے آیہ باگ ڈور میں کسا، بازی کرتا ہوا ٹھمک ٹھمک کر آیا اس کا رنگ کمیت ہے، ایال گندھی ہے، احمد علی آداب بجا لائے، بائیں ہاتھ میں باگ لی، سیدھے ہاتھ سے اولاً رکاب کو تعظیماً چھوا اور پھر ہاتھ پیشانی سے لگایا، سوار ہو گئے، راس غوث الدین کے ہاتھ میں دی اور آوگی شجاعت علی کے ہاتھ میں، کاوے میں لیا، گھوڑے نے قدم نکالنے میں غلطی کی اوپر سے چھڑی کا اشارہ کیا پھر بھی گھوڑے نے قدم نہیں بدلا، ادھر افضل علی، پیر صاحب قدم کے متعلق سرگوشیاں کرنے لگے ادھر عباس علی بڈھا ماٹر گیا، للکارا کہ گھوڑے پر بیٹھا ہے کہ کھلکے پر، شجاعت علی بائیں کوک پر اوگی کا کھلا ہاتھ لگا، شجاعت علی نے ہاتھ چھوڑا، کڑل کی آواز آئی گھوڑے نے قدم بدلا اس پھرت کو انگوری کہتے ہیں، اس میں گھوڑا سیدھا پاؤں لانبا ڈالتا ہے جس طرح لنگور بھاگتے وقت سیدھے ہاتھ کو لانبا ڈالتا ہے، اب دوسرے کلّے پر لیا گیا، اس طرف بہت صاف چل رہا ہے، حکم ہوا بس کرو، احمد علی نے گھوڑے سے اتر کر سلام کیا اور عرض کی کہ مالک! اس کا سیدھا کلّہ صاف

نہیں ہوا ہے، بانجھنے کی ضرورت ہے، برہان پوری چوکڑے سے بانجھ
دیا جائیگا، حاضرین نے گھوڑے کے زخم کو دیکھ کر جو اوگی سے آیا تھا واہ
واہ کی آواز بلند کی اور جو ہاتھ شجاعت علی نے لگایا تھا دو انگل چولا پھاڑ
دیا اِس زخم کو دیکھ کر کہنے لگے کہ گو غلط ہاتھ پڑا مگر اچھا ہوا اب اس کو خوف
بیٹھ گیا ہے چوکڑے سے بانجھنے کی ضرورت نہ ہوگی بلکہ اوگی کی ٹھپکن پر
قدم بدل دیگا اب پیر صاحب کے سدھائے ہوئے گھوڑوں کی باری آئی
شنکر کو پکارا، برق کو لے آ، یہ کاٹھی میں کسا ہوا، ٹھنڈی چال سے خراماں
خراماں آیا۔ ان کے بنائے ہوئے گھوڑے نہایت شائستہ ہوتے ہیں انہوں
نے رکاب میں پاؤں ڈالا اور کھڑے ہوگئے، کہا ذرا پانی تو دینا رکاب پر کھڑے
کھڑے پانی پیا، سر سے دکھنی شملہ کھولا باگیں گھوڑے کی گردن پر ڈال کر شملہ
باندھا پھر گھٹنے کو کاٹھی کے بیچ میں ٹیک کر سائیس کے ہاتھ میں دوات دی
گھٹنے پر کاغذ رکھا، قلم کو دوات میں ڈبو کے لکھنا شروع کیا، چھڑی سے بائیں
پاؤں کو اشارہ کیا، گھوڑے نے پاؤں اٹھایا اس کے پاؤں پر اپنا سیدھا
پاؤں رکھکر اُتر گئے، سبھوں نے تعریف کی اب دوسرا گھوڑا آیا جس کا نام وفادار
تھا اس کو قدم سکھایا گیا ہے یہ تلنگ کا بھی کام کرتا ہے، تلنگ ایک چال کا نام
ہے، غالب کو بکا را جو والد کا چہیتا شاگرد پیشہ ہے اس کے سر پر پگڑی ہے،
بدن میں تنگ شیروانی ہے دہرا تنگ موری کا پاجامہ پاؤں میں کلیانی کا
اڑھائی پتلے والا جوتا، سینہ چوڑا، گورا چٹا، آنکھیں غزالی، کمر میں جنبیہ لگائے
والد کے پیچھے کھڑا تھا جوتے کی چرچوں کی آوازیں نیچے اترا حسینی نجگہ کے
نیچے جو چوبدار کھڑا تھا اس کو اپنا جنبیہ حوالہ کیا جھک کر آداب بجا لایا،

گھوڑے پر سوار ہوا استاد نے گھوڑے کو دونوں راسوں کے بیچوں بیچ لیا ۔ غوث الدین نے جو نہایت جامہ زیب بانکا ٹیکا تھا، بدن میں کوٹ، برجس، سر پر جودھپوری شملہ پاؤں میں لانگ بوٹ، کھاکھر ہاتھ میں لیا اوگی افضل علی کے ہاتھ میں دی، ادھر کھاکھر بجنے لگا ادھر گھوڑا اتلنگ کھانے لگا گھوڑے کے پاؤں کے گھونگھرو بجنے لگے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ طبلے کے ٹھیکے پر گھوڑا رقص کر رہا ہے، کھاکھر ایک جھنجھنا ہوتا ہے جس کو خاص طریقے پر بجایا جاتا ہے اس میں مختلف چالوں اور قدم بدلنے کے مختلف اشارے ہوتے ہیں، ہارمونیم طبلہ اور مختلف مزامیر کی طرح اس کی بھی تعلیم ہوتی ہے، لیجیے گھوڑے نے غلطی کی افضل علی نے جو ہر دو ہاتھ سے اوگی چلانے میں ید طولیٰ رکھتے تھے خفیف سا چٹخارہ دیا، گھوڑے نے اپنی غلطی رفع کردی یہ مظاہرہ ختم ہوا، غالب گھوڑے سے اترا اپنی جگہ چلا آیا اب استاد اس گھوڑے پر سوار ہو کر گھوڑے کو ٹھیٹھی چھام کر دوڑانے لگے، دوڑاتے دوڑاتے باگوں کو سمیٹا اب گھوڑے نے اپنے قدم اونچے کر کے دوڑنا شروع کیا ایسا معلوم ہوتا تھا کہ پہلوان جوڑی ہلا رہا ہے اس کو چابک سواروں کی اصطلاح میں رومالی قدم کہتے ہیں سب تعریف کرنے لگے "کیا قلعی توڑ رہا ہے دیکھیے کس قدر قریب سے پاؤں جا رہے ہیں ۔ کیا مجال ہے کہ زیر بند کو چھو جائیں ۔" بہرحال اب افضل علی کی باری آئی انھوں نے مرجان نامی مادیان کو لاکر سامنے کھڑا کیا آداب بجا لائے مادیان کو چھوڑ دیا جو زین سے کسی ہوئی تھی دنیا کے رواج کے خلاف انھوں نے دم پکڑ کر جس طرح جھاڑ پر چڑھتے ہیں دونوں پچھلے پاؤں کے ٹخنوں پر اپنے دونو پاؤں رکھ کر پیچھے پر گھٹنے ٹیکے اور زین پر بیٹھ گئے حضار نے تعریف کی، یہ

گھوڑوں کی انگریزی تعلیم کے مشہور چابک سوار تھے اول تو انھوں نے ٹرانٹ
(دُلکی) کی کاٹش دی بعد میں ترانٹ اوٹ پھر کیا نرٹڑ (میمی چھاترک) اور چارج
(سرپٹ) اِس کے بعد نیزہ بازی اور کڑی لینے کا مظاہرہ کیا پھر شاہین نامی
مادیان لانے شیو سائیس کو پکارا اس کی کسی ہوئی زین اور منہ کا سامان نکالا
اس کو بارگاہ حسین کے حوض کے شرقی جانب لے گئے اور اُس پر جست کر کے
سوار ہوئے یہاں پہلے سے ایک چھوٹا سا دمدمہ، نالی اور باڑھ لگائی گئی ہے "
یا علیؑ مدد کی صدا کے ساتھ ہی گھوڑی نے اپنی پوری چال سے نالی پھاندی
وہ اس طرح کہ دمدمے پر سے ایک دم چال آہستہ کر کے اوپر کھڑی ہو کر نیچے
اُتری اور باڑھ کو دی ایک ہاتھ گھوڑی کی گردن میں حمایل کر کے اس قدر جھکے
کہ زین پر جو دستی رکھی تھی اٹھالی، سبھوں نے حیرت سے دیکھا شاباش شاباش
کی صدائیں میں گھوڑی سے اتر کر سلام کیا، ارشاد ہوا کہ 'افضل' تم نے بہت
اچھا سدھایا ہے اور پانچویں کو اس پر صورتی گہنا لگانا اور آئندہ تشکائیں
میں اس پر سواری کروں گا اِس کے بعد حسینی بنگلے سے بارگاہ حسین میں رونق افروزی
ہوئی اور گل پوشی مبارک۔ اور نوحہ خوانی وغیرہ مراسم حسب تفصیل دیروزہ عمل میں آئی
آج کا نوحہ یہ ہے :-

اے مومنو ظالم نے ستایا حسینؑ کو بلوا کے پانی تک نہ پلایا حسینؑ کو

آخر میں شیخ محمد عرف چناچوان آیا اور عرض کی کہ باقبال سرکار کشتہ ختم ہوا جو تتی سے
بھرا گیا تھا' مردے آدمی اور مولود خوانوں کو کھلایا گیا' عملیہ نے عمل کہا دو گھڑی
دن باقی خداوند' مرفہ کا اشارہ ہوا سواری واپس ہوئی خود بدولت بازدری
میں داخل ہوئے جہاں آتون اسمٰعیل بی اپنی جماعتوں کے ساتھ تیار کھڑی تھیں

جس طرح بارگاہ حسین میں خدمت بجالائی گئی اسی طرح یہاں بھی عمل آوری ہوئی صرف فرق یہ تھا کہ وہاں مرد خدمتی اور صلوٰۃ خواں تھے یہاں پر شاہ خیر الدین ثانی، مہدی حسین نصرت یاور الدولہ، سید صاحب، بر حسین خان اور غضنفر الدولہ کے بعض محلات اور ان کی کنیزیں یہ خدمت بجالائیں، محل میں جملہ خواتین کی تعداد تقریباً ۵۰۰ تھی اور جس وقت سواری اندر آتی خود بدولت کو دیکھنے کے لئے شانے سے شانہ چھلتا، اصیل، مامائیں، گارونیں، کہارنیں اور بستی کی عورتوں کا جنہیں یکم محرم سے نذر و نیاز کے لئے اندر آنے کی اجازت تھی اس قدر مجمع ہوتا کہ بمشکل راستہ نکالا جاتا اور بعض وقت ازدحام میں کئی مامائیں گر پڑتیں اور ایک آدھ بستی کا بچہ صحن کے چھوٹے حوض میں جس کا عمق دو بالشت ہے گرجاتا اور کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی تھی یہاں بھی قبل فاتحہ طلوع روشن ہوئے اس سے فراغت پر حمام محل میں مراجعت فرما ہوئے۔ اس موقع پر فقیر یا چرخ موٹ کے مالی نے عرض کی کہ پاشا پانچوں سے محلات کے تمام حوض بھرتے ہیں آبدار خانے کے برتن بھی دھونے ہیں ابھی تک چرسے آئے ناڑا باٹا گیا نہ تیل پلایا پرانے ناڑے سے ہی کام چل رہا ہے خدانخواستہ بدھ جائے تو تمام کام بند ہو جائیگا اور میں جوتے کھا جاؤں گا، رحمو کو حکم ہوا کہ رحمت اللہ معتمد سے کہو کیا واقعات ہیں، حسن اتفاق سے رحمت اللہ نے ابھی برخاست نہیں کی تھی حاضر ہوئے عرض کی کہ ناڑا تیار ہو کر بھیگ چکا ہے صرف مانگواڑے سے اوپر لانا باقی ہے یہ جھوٹ کہتا ہے والد نے فرمایا کہ جھوٹ کی سزا میں دو کوڑے لگائے جائیں جیسے ہی غلام حسین کوڑا لئے نزدیک آیا اس نے عرض کی کہ خداوندا! دن بھر میں کام کرتا رہا چرخ موٹ اور چاندنی چبوترہ کی موٹ کشی کی،

نیچے نہیں گیا اس لئے صحیح عرض نہ کر سکا معاف کیا جائے چنانچہ درگزر کیا گیا

۳ محرم چار بجے سواری بارگاہ حسین پہنچی حسب معمول چھوٹی فاتحہ کے بعد حسینی نگلے پر برآمد ہوئے اول اونٹوں کا معاینہ ہوا ایک اونٹ جو معمر تھا اس کے لئے ارشاد ہوا کہ اس کو ذبح کر کے حلیم تیار کی جائے اور غربا کو کھلایا جائے اور ہدایت بھی فرمائی گئی کہ علم کی سواری میں گلشن شاہ، کبیر علی شاہ، وزیر علی شاہ، یٰسین علی شاہ وغیرہ فقرا کو ممبر کے اور بازو کے علم اور ذوالفقار دیگر اونٹوں پر بٹھایا جائے۔ ہاتھی پیش ہوئے ارشاد ہوا "ذوالفقار" پر دسویں کے روز نقروی ہودہ کھنا پاٹھے پر عماری، امراؤ گنج پر مونڈھا، فتح پیکر پر شکاری ہودہ، ہیرا گنج پر نشان، بیربل پر ماہی مراتب لگائے جائیں، چنچل پری، محبوب پری، الفرت پری، کلڈو پر چار جامے کسے جائیں۔ اس معاینے کے بعد بارگاہ حسین میں رونق افروزی ہوئی حسب معمول مراسم گل پوشی علم مبارک اور نوحہ خوانی ہوئی آج کا نوحہ یہ ہے،

کعبہ سے آج مومنو دین کا سلطان چلا ۔۔۔ شہر مدینہ کو ہائے کر کے وہ ویران چلا

قبولی سے کشتہ بھرا گیا اور فوج اور غربا کو کھلایا گیا بعد فراغت مراسم مراجعت فرمائی ہی اور بارہ دری میں داخل ہو کر حسب گزشتہ فاتحہ وغیرہ عمل میں آئے۔

۴ محرم آج جمعہ ہے، رحمن شاگرد پیشہ نے عرض کی کہ محمد رضا اصلاح ساز حاضر ہے طلب کیا گیا، چو بغلہ پہنے ہوئے ٹخنوں تک اونچا پاجامہ، رومال سے کمر بندھی سر پر بلدار پگڑی، آداب بجالایا، خود بدولت کرسی سے نیچے تشریف رکھے گلو بند باندھا گیا، چاندی کی کٹوریوں میں پانی بھرا گیا، کلیانی ساخت کے استروں سے جن کے چاندی کے دستے تھے اصلاح ہوئی، اصلاح ساز کو جو ہدایت خود بدولت دے رہے تھے وہ چرخ موٹ کی گڑگڑاہٹ سے ان سنی ہو رہی تھی بات بات پر

جھک کر جی جی کہتا، اصلاح ساز بھی اپنے فن میں کامل تھا لئے ہوئے ناخن کو چھ بار تراشتا ناخن اور بوی تراشیدہ کو گیہوں کے گیلے آٹے میں ملا کر کسی ویران باولی میں ڈلوایا جاتا بعد فراغت حمام مسجد قلعہ میں نماز جمعہ ادا فرمائی اور چار بجے حسب معمول سواری بارگاہ حسین آئی چھوٹی فاتحہ ہوئی اس کے بعد حسینی بنگلے پر رونق افروزی ہوئی یہاں سے سپاہیوں کے کرتب ملاحظہ ہوئے، محی الدین خان نے پٹے پھیرے ہوں کی تعریف ہوئی مدار خان نے بنوٹ کے ہاتھ دکھائے جن کی مشکی بندھن مشہور تھی، جھنو سنگھ نے پھری گدگے کا کمال دکھایا، سلامی کے ہاتھ کی تعریف ہوئی نتھو خان نے بانک کے کرتب دکھائے کریم خان نے دو دستی تلوار کی بیل دکھائی بھنڈاری اور حمایلی ہاتھ بالترتیب میاں خان اور محمود خان نے بتلائے ضرب علی شاہ نے اپنے بیٹے حسین پر بندوق کی گولی چلائی اور گولی آر پار ہو گئی لعاب دہن سے زخم کو مندمل کر دیا، سکھوں نے کرپان کی نمائش کی روہیلوں نے تر لین کے پینترے کاٹ کر بتائے باڑو جی گوپی نے خود لٹھ اور اپنے شاگردوں سے مل کھم، سدی رستم نے جنبیہ شیخ امام چاؤش نے کٹار سواروں نے ایٹرن (Sword of eight) کے کمال پیش کئے، اس کے بعد دوسری فاتحہ وغیرہ مراسم کی تکمیل ہوئی آج نوحہ یہ ہے:-

یوں فاطمہ صغریٰ کہی دے دے کے دُہائی، بھائی علی اکبرؑ
سنتی ہوں کہ بابا نے سواری ہے منگائی، بھائی علی اکبرؑ

آج کا کشتہ حلیم سے بھرا گیا- واپسی کے بعد بارہ دری میں فاتحہ ہوئی۔

۵ محرم دس بجے کے خاصے کے بعد بارہ دری میں رونق افروز ہوئے علم کے سامنے حقیقی دادی جناب جمال النساء بیگم صاحبہ نے والد کو فقیر بنایا چھپا کشتی میں

ہرا کرتہ اور زمردی رنگ کا شملہ حجا کرلائی گئی والد دوزانو ہو گئے ممدوحہ نے اپنے ہاتھ سے دعائیں دیتے ہوئے پہنایا بازو پر آمیاں اور گلے میں مقیش کی سیلیاں حمائل کیں محترم خواتین نے بلائیں لیں اور دیگر خواتین آداب بجا لائیں مالداب پھلار لبنتے ہیں تین ٹوکریاں سامنے رکھی ہیں ایک میں گلاب دوسرے میں سیوتی تیسری میں چنبیلی بدن میں ہرا کرتا سر پر ریشمی رومال ٹپہ پر بیٹھے ہیں۔ علیٰ قدر مراتب ہر ایک بیگم خاتون بُوبُو اور کنیزیں پھول خرید کر اپنی بساط کے موافق دام دے رہی ہیں اور ان پھولوں کو علی اصغر کے جھولے میں چڑھا رہی ہیں جس کا ڈھیر ایک آدمی برابر ہو چکا ہے اس نقدی سے چہلم میں دم کے روٹ، چونگے اور حلوہ سوہن بنائے جا کر فاتحہ دلائی جاتی ہے، بارہ دری سے واپسی ہوئی حمام محل کے سامنے شیخ رحمٰن جمعدار شاگرد پیشہ نے جو آبدار خانہ ترتیب دیا تھا اور شربت وغیرہ کا اہتمام کیا تھا اس پر فاتحہ دلوائی گئی آبدار خانے کی ترتیب اس طرح ہے، سب سے نیچے بڑا مٹکا جو تقریباً پندرہ سیر کا ہوگا اس میں گڑ کا شربت بھرا ہے اور چرونجی پڑی ہے اس کے اوپر بارہ سیر کا مٹکا اس میں لال شکر کا شربت ہے جس میں بادام کے بندھی پڑے ہیں اس سے اوپر نو سیر کا مٹکا ہے جس میں درگاہی شکر کا شربت ہے، شربت میں بادام پستہ، جاوتری ڈالی گئی ہے چوتھا مٹکا پانچ سیر مصری کے شربت کا ہے اس میں بادام چرونجی، پستہ، الائچی پڑی ہے سب سے اوپر صراحی ہے جس میں گلاب آمیز دودھ کا شربت ہے اور جو خاصے کیلئے مختص ہے ان مٹکوں کی دوسری قطار میں بھی یہی ترتیب ملحوظ رکھی گئی ہے۔ ادھر جھنو سنگھ کے پہرے کے سامنے مشرق رو یہ چبوترے کے نیچے شربت کی مٹھلیا اور گھڑے رکھے ہیں دیگوں میں مصری اور دودھ کا شربت بھرا ہے چبوترے پر

فیقری کے ملبوسات جمائے گئے ہیں، محبوب علی، ہدایت علی، لالہ صاحب بھادو راؤ بیٹھے ہیں، فاتحہ خوان آئے اور ان دیگوں پر فاتحہ ہوئی، اللہ ماں پیچھے بیٹھی ہے اس کے سامنے کونڈے میں آگ ہے اس میں عود ڈال رہی ہے اور گھڑوں کو خوش بو میں بسا رہی ہے شیخ عبداللہ نے ان گھڑوں اور صراحیوں میں شربت ڈال کران پر چینیاں ڈھانکیں، دودھ کے شربت والی ٹھلیا پر کلھیا رکھ کے ہرا کپڑا اور گڑ کے شربت والی ٹھلیا پر لال کپڑا باندھا اور اس طریقے سے جملہ تقسیم شدنی گھڑوں کو بھی مکمل کرکے ایک جانب رکھا مادہو راؤ نے اصیلوں کو بلایا اور نام بنام حسب مراتب خوان میں جما کران کی تقسیم شروع کی کسی کو پانچ کسی کو دو اور کسی کو صرف ایک ٹھلیا دی گئی اس کے بعد مامائیں لائی گئیں، ہدایت علی نے کشتیوں میں فیقری کے جوڑے جمانے شروع کئے، محبوب علی نے گوٹے کناری کا حساب لگا لگا کر جمانے لگے لالہ صاحب ان مسالوں کو لیکر پوشاک کی موزونیت کے لحاظ سے جمانے لگے مثلاً دوپٹے کے لئے مغزی، کرتی کے لئے چلکی اور ٹوپیوں کے لئے سلمہ تکلی، محبوب علی بچے کھچے مسالے باندھنے لگے ان جوڑوں کی بھی تقسیم حسب فہرست و مدارج عمل میں آئی ساتھ ہی ہرے سرخ آنٹیاں اور سچے نقش کی بیلیاں اور نقل کی سبز جھولیاں بھی تقسیم کی گئیں جس میں سوا سوا روپیہ نقد ہے نقل نہ صرف چنے کے ہیں بلکہ الائچی اور چرونجی سے بھی بنائے گئے ہیں، آج محل میں عود کی مہکار ہے چھوٹا بڑا پہلی کی فیقری کو جو سیاہ رنگ کی تھی تبدیل کرکے ہرے لباس میں ملبوس ہے شاہ خیرالدین ثانی کی بعض محلات جو بہت سن رسیدہ ہیں راج محل کے دروازے پر آکر پردے کی اوٹ سے تقسیم کنندہ کو حصے کی کمی کی وجہ بلند آواز سے دشنام دینے لگیں تاکہ خود بدولت

کے گوش تک آواز پہنچے بعضوں نے تو یہ ستم ظریفی کی کہ تقسیم کنندہ کے منھ پر شربت کی تھلیا دے ماری اب چار بج گئے ہزاری نے آکر عرض کی کہ سواری دیکھنے کے لیئے محلات بارہ دری کی چھت پر چڑھینگی کنجیاں عنایت ہوں کنجیاں دی گئیں ماما رحمٰن نے دروازے کھول دیئے لڑکوں اور لڑکیوں کا تانتا چھت پر لگ گیا تیسرا مرفہ ہوا، سواری حسب معمول نیچے اترنے لگی، سواری دیکھنے کے لیئے جملہ محلات چھتوں پر آئیں ان کے سبز ملبوس سے ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ حوران بہشت کا ایک جمگھٹا ہے۔ بارگاہ حسین میں چھوٹی فاتحہ اور تلاوت قرآن کے بعد حسینی بنگلے پر برآمد ہوئے اس موقع پر ملازمین میں کسی کو پگڑی کسی کو سیلا کسی کو دستار مرحمت ہوئی، سب قطار باندھ کر آداب بجا لائے، اب ہاتھیوں کی باری آئی ہر ایک ہاتھی کو ایک مخصوص انداز میں پیش کیا گیا مثلاً ذوالفقار اپنی سونڈ میں دوہری مشعل لیئے ہوئے آیا اور سلام کیا اس کا مہاوت شیخ لاڈ لہ ہے سر پر ہری پگڑی بدن میں لال بانات کا دگلا ایک ہاتھ میں ہاتھی دانت کے دستہ کا گج باگ دوسرے میں چنور فتح پیکر سونڈ میں چنور لیئے پیش ہوا جو موقع موقع سے ہلتا جاتا ہے اس نے تین چنگھاڑوں سے مجرا عرض کیا اس کے فوجدار کا نام شیخ امام ہے جو نہایت چھیلا اور قوی ہیکل جوان ہے ڈاڑھا چڑھا ہوا آنکھوں میں سرمہ دانتوں پر مسی سر پر چکری دار سبز پگڑی پاجامے کے بجائے تیلیا لنگی، پاؤں میں کلیانی کا ساڑھے تین تلے کا جوتا جس میں نعل اور کیلے جڑے ہیں، ڈب میں قرول، ہاتھ میں سرخ گج باگ، بچے۔ محل۔ دہیت۔ ہری کی آوازوں میں آگے بڑھا اسی طرح اور ہاتھی بھی جن کے نام اوپر درج کیئے گئے ہیں فرداً فرداً پیش ہوئے۔
جنھیں قیصری کے ناڑے والا کا ہاتھ لگا کر دیئے گئے یہ ناڑے فاتحہ خوان

ایک کشتی میں سے لئے کھڑے تھے فیل بان نے ان کو لیکر ہاتھی کے مستک پر ڈال لیا
اس کے بعد خاصے کے گھوڑے پیش ہوئے یہ نقروی گہنوں سے آراستہ تھے ،
ان کے نام یہ ہیں :۔ فلک سیر، کبک دری، نورافشاں، لیل و نہار، ٹیلیفون
برق، یمن، ہمایوں، جہانگیر، بختاور، شاہین، دودھ بچھرا، صبارفتار، وفادار
وغیرہ ان کے لئے بھی ناڑے دیئے گئے علیٰ ہذا اونٹوں کو بھی، آخر میں سعادت
خان نے شکاری چیتے کو لاکر اس کی بھی فقیری حاصل کی سعادت خان کا حلیہ
ملاحظہ ہو، مونچھ بڑی بڑی ڈاڑھی چڑھی ہوئی قد چھ فٹ کا بدن میں چوبغلہ
نیچے لنگی، سر پر کاکریزی رنگ کی کلی کمر بندھی ہوئی چوبغلہ کے دونوں دامن اس
میں ٹوبے ہوئے ایک ہاتھ میں چیتے کی کمر کی زنجیر، چیتے کی گردن میں بھی دو زنجیریں
ہیں ان میں سے ایک سعادت خان کے بیٹے لیسین خان اور دوسری اس کے
بھائی محمود خان کے ہاتھ میں ہے۔ ٹانگے (رتھ کے سامنے کے حصے) پر چارپائی
باندھی گئی اور چیتے کو اس پر بٹھا کر چیتے خانے کی جانب لے گئے ازدحام کی
وجہ چیتا چڑ رہا ہے سعادت خان نے پچکارتے ہوئے لیجا کر چیتے خانے میں باندھ
دیا، میر شکاری نے بہری، جراب، شکرا وغیرہ پرندوں کو پیش کر کے فقیری لی
اس عرصے میں لنگر کی تیاری مکمل ہوگئی سب سے پہلے نشان کا ہاتھی جس پر
شیخ مدار نشان بردار زرہ بکتر پہنے نشان کو توبری میں رکھے اور ہاتھ سے
تھامے بیٹھا ہے اس کے عقب میں شتر سوار ترپی بنادیق لئے ہوئے پھر رسالہ
جس میں نشان لگی ڈنکہ بگل کے سوار آگئے آگئے ہیں ان کے پیچھے رسالدار
محمد حسین اور محمد عبداللہ پھر چوبیس سوار ہاف مکشن میں ہاتھوں میں چمکتے
برچھے لئے ہوئے جن پر سرخ سپید برقیں لگی ہیں اس کے بعد لین کا بیڑہ جس کا

ڈریس یہ ہے :۔ سرخ کوٹ، کالی پتلون، سفید بلٹ چانمٹا کیپ پاؤں میں سیاہ بوٹ ان کے آگے طنبور، بگل، بانسری اور روشن چوکی کا رنٹ والے، پھر رواہل کندھے پر قرابین رکھے، سیاہ شملہ اور شیروانی میں ملبوس ان کا باجا زرو باد تاہے پھر سکھ سروں پر کرپان لگائے ہاتھوں میں لوہے کے کڑے پہنے ہوئے اس کے بعد مختلف بیڑے مثلاً برادری گھانسی بیگ برادری محمد صدیق برادری روشن خان اپنے مخصوص لباس میں تلواریں لئے ہوئے کمر بستہ۔ اس کے بعد خاصے کے اسپ جن پر نقرئی زین اور کاٹھیاں، زردوزی اور باناتی چار جامے، پیروں میں جھانجھن گلے میں نقرئی ہیکل اور ہار، سلیمانی منکوں کے کنٹھے منھ پر رُپہلے نکتے پیشانی پر چاند تارے ایالیں گندھی ہوئیں، سائیس ان کی ریشمی باگ ڈور تھامے ہوئے، عربی النسل گھوڑے بازی کرتے ہوئے، پھر عروب مرفہ اور مضار بجاتے، ضامن بولتے، برہنہ جنبیہ نچاتے ہوئے پھر مختلف رنگ مثلاً لیلیٰ، مجنوں، چندر، حاجی احمق، سائیں بولتے ہی نہیں، شیر ریچھ بندر، سیدی۔ ملنگ وغیرہ حسن محمد اپنے بوریے کی کفنی پر شہد اور راب لگایا ہے جس پر مکھیاں بھنک رہی ہیں جہاں کہیں مجمع رُکا یہ شخص آ دھمکا اور مجمع کائی کی طرح پھٹ گیا اور جو شل بند ہوئی تھی اس کا سلسلہ جاری ہو گیا پھر تاش کا منڈپ جس کے چوبیں نقرئی اور کلس طلائی، منڈپ کے گرداگرد لڑکے سبز ڈالیاں لئے ہوئے منڈپ کے نیچے لنگر، فاتحہ خوان ایک زنجیر اور پانچ شدّے نقرئی لئے ہوئے، منڈپ کے باہر مزدوروں کے سروں پر شربت کی ٹھلیا اس کے بعد چند ہاتھی جن پر استادزادے اور مصاحب زادے سوار ہیں یہ جلوس حسینی علم کے پاس گیا جو کاٹیوار ڈی میں

استاد ہوتے ہیں، فاتحہ اور پیش سازی نذر کے بعد لنگر واپس ہوا، لنگر کی واپسی کے بعد خود بدولت بھی سبز ٹاپ میں سوار ہو کر مراجعت فرمائے قلعہ ہوئے اب تک کرسی میانہ استعمال ہوتا رہا تھا۔ ٹاپ کے سامنے سبز رنگ کا کنول ہے اور ایک چوبی باز جس پر سنہری رنگ ہے، بی بی کے علم کی فاتحہ ہوئی خاصہ تناول فرمایا گیا دوسری سواری کی تیاری شروع ہوئی حسب دستور دوسری سواری نکلی اور بارگاہ حسین پہنچی، علموں کی گل پوشی کے بعد کشتہ پر فاتحہ ہوئی جو حلیم سے بھرا گیا تھا اب سواری بنگلہ شریف کو روانہ ہوئی، سیڑھ صباں، ہلال، پنجے، مشعل وغیرہ کی روشنی کی گئی ہے مہتاب جلائے جا رہے ہیں، شاہ جھنڈا اور حسینی جھنڈے کی فاتحہ ہوئی، عہدے واپس ہو گئے جلوس آگے بڑھا جس کی تفصیل وہی ہے جو لنگر میں بتائی گئی ہے فرق صرف اس قدر ہے کہ عرب و نہرے مرفے کے ساتھ ضامن بول رہے ہیں، سواری دیکھنے سڑک پر دو رویہ عورتوں مردوں کے ٹھٹ کے ٹھٹ کھڑے ہیں، مکانوں اور دوکانوں کی چھتوں پر بھی خواتین اور بچوں کا جمگھٹ ہے خود بدولت آج سبز دستار اور سبز شیروانی میں ملبوس ہیں ہاتھ میں جو تلوار ہے اس کا نیام بھی سبز ہے اور چتر بھی سبز اطلس کا ہے لیکن اس کی جھالر سنہری کلابتو کی ہے، شیخ حضرت نے اپنی دوکان کے [illegible] کے بازو پر ڈھٹی باندھی غرض یہ سواری بادبہاری بڑی چادرڑی اور کوئل جا درپا کے راستے سے گزری، اثنائے راہ میں جو جو علم استاد کئے ہوئے پائے گئے انھیں ایک ایک ڈھٹی اور نقدی معمول دیا گیا بعض اطفال نے لالچ کے تحت ایک ہی علم کو مختلف مقام پر بار بار بٹھا کر نذر حاصل کی خود بدولت کو اعتقاداً نذر دینے میں کوئی تعرض نہ ہوا بنگلہ شریف کے شمالی دروازے سے سواری داخل ہوئی تو

پہلے حضرت پیر پادشاہ صاحب قبلہؒ کے چلّہ پر فاتحہ ہوئی یہاں مزار پر سبز غلاف ہے بعد فاتحہ سبز و سرخ رنگ کی آنٹیاں اور روپہلی سیلیاں چڑھائی گئیں، جملہ مزارات کو بھی فقیر کیا گیا۔ والیان اسٹیٹ کے مزارات پر منقش کی سیلیاں چڑھائی گئیں دیگر مزارات پر صرف آنٹیاں، پھر علم بارہ امام کی خدمت ادا کی گئی جو سماع خانہ میں تخت پر استادہ ہوئے ہیں اور جن کی سواری گاڑے پر نکلتی ہے نوحہ خوانی ہوئی جس کا مطلع یہ ہے :-

سر پیٹو بھیو! آن نہ ہا اسے واویلا صد واویلا
شبیر پہ کیسا ظلم ہو! اسے واویلا صد واویلا

بعد نوحہ خوانی کشتے پر فاتحہ ہوئی جو قبولی سے بھرا گیا تھا، جماعتوں نے یکے بعد دیگرے مرثیئے پڑھے جو جماعت پڑھ چکی وہ کشتے پر گئی اب جوگنوں کی میل نے ڈھولک کی تھاپ، فسٹل اور جھپڑوں کی گونج میں تلوار کا رقص پیش کیا اور اس قدر رنجیدہ ہوئیں کہ ان کی چوٹیاں ایڑی کی خبر لینے لگیں رقص و سرود کے بعد یہ میل بھی کشتے پر گئی اور مختلف سوانگ مثل شیر، ریچھ بندر وغیرہ پیش ہوئے، دور دور سے مثلاً ہمناباد، چیتگوپہ، راجیسور، بلی کھیڑ وغیرہ سے بھی رنگ آئے ہیں، بیرونی رنگوں کو اسی وقت مہادور راؤ صیغہ دار اعراس اور دتاتری راؤ نوطہ دار کے ذریعے انعام دیا گیا رنگ کے اختتام پر برخاست عمل میں آئی گاڑیبان گلی سے سواری واپس ہوئی کالی چاوڑی کے پاس کچھ توقف ہوا یہاں کلیانی کے پٹیل پٹواری نے بازو پر ڈھٹی باندھی، علم کا معمول اور ڈھٹی دی گئی۔ چار بجے کے قریب سواری قلعہ پر پہنچی، تبدیل لباس کے وقت حکم ہوا کہ چرخ موٹ سویرے نہ چلائی جائے

بلکہ نو بجے چونکہ اس کی گھڑ گھڑاہٹ خوابِ راحت میں مُخل ہوتی ہے، چرخ موٹ ایک پھنسے سے چلائی جاتی ہے اور اس کا ناڑہ چرمی ہوتا ہے جس وقت موٹ چلائی جاتی ہے تو یہ ناڑا چرخ پر لپٹا جاتا ہے اور جب موٹ خالی ہوجاتی ہے تو وہ زنجیر جو چرخ اور جوئیے میں اتصال پیدا کرتی ہے کھول دی جاتی ہے اور چرخ کو پھر گھمایا جاتا ہے جس سے خود بخود موٹ باؤلی میں اُترنے لگتی ہے اس موقع پر گھڑ گھڑاہٹ پیدا ہوتی ہے چونکہ حمام محل متصل واقع ہے اس لئے یہ ارشاد ہوا۔

۶ محرم چونکہ رات میں چار بجے آرام کیا گیا تھا گیارہ بجے کے قریب بیدار ہوئے سید جلال نے حسب معمول منھ ہاتھ دھلائے خاصہ تناول فرمایا گیا، مصاحبین چونکہ رات میں جاگے تھے خاصے میں شریک نہیں ہوئے بجز ایک دو کے، ہیراجی کو یاد کرکے خاصہ میں شریک کیا گیا خاصے کے بعد سلام سُنائیں اتنے میں عرض ہوئی سجن جی، للّو جی، ممو جی ڈیوڑھی پر حاضر ہیں، بارہ دری میں جانے کی اجازت چاہتے ہیں تاکہ محلات میں سلام پڑھیں اور سرکار کے پھر رنگ بنتے وقت حسب عمل درآمد قدیم کچھ سنائیں اور انھوں نے معمول کی تھالی بھیجی ہے، حکم ہوا معمول فوطہ دار سے دلوا دو یہ فرما ہی رہے تھے کہ مصاحبین، آرائش گر گھوڑو بھائی، گونڈی ڈھمو کی عرض ہوئی یہ داخل ہو کر کمربستہ کھڑے ہوے آرائش گر نے عرض کی خداوند! چار سو کنول ابرکی اور چھ ابرک کے جھاڑ تیار ہو کر خانہ زاد کو ملے ہیں فرخ علی کی لائی ہوئی ماہی تی بہت موٹی ہے بکوں کے منہ میں نہیں بھیتی آج چھٹی تاریخ ہے بارہ دری میں روشنی ہوگی جو حکم ہو عمل کیا جائے گا فرخ علی بھی آگئے فرمایا فرخ علی یہ

کیا کہہ رہا ہے فرخ علی نے کہا بادشاہ! تین قسم کی بتیاں لائی گئی ہیں بھیم فراش خانہ نے شاید موٹی بتیاں دی ہوں حکم ہوا ہر ایک نمونے کا ڈبہ لاؤ ڈبے لائے گئے پوڑوں کا منھ کھلوایا گیا واقعی تین قسم کی ہیں، موٹی بتیاں مردنگ کی ہیں جو ٹیکی کے روز صحن بارگاہ حسین میں روشن ہونگی دوسری میانی لستر ہانڈی کے لئے، پتلی ابر کی کنولوں کے لئے، اتنے میں ماما مدار نے عرض کی بادشاہ! فاتحہ تیار ہیں حکم ہوا بارہ دری میں مردانہ کرواؤ میں فرخ علی اور آرائش گروں کے ساتھ آتا ہوں چنانچہ ماما گئی ہر بی بی نے اُسے پان سے سرفراز کیا ٹکس لیکر ماما نے عرض کیا کہ اندر مردانہ آرہا ہے خاص برداروں کی ڈیوڑھی پر آکر خاص بردار اور ہزاری کو ساتھ لیا اور" بی بی لوگو مردانہ آرہا ہے جھاڑ اپر چلو" کی صدا لگاتے ہوئے تمام بیگمات وغیرہ کو ہٹایا اور جاکر عرض کی کہ بادشاہ مردانہ ہوگیا والد فرخ علی، آرائش گر، گونڈی اور شاگرد پیشہ کو لئے ہوئے اندر داخل ہوئے، بیبیاں پردے میں سے جھانکنے لگیں، براق کے سامنے تیمرات کی ایک مسلمان عورت اللہ ماں نامی بھیگی ماش کا آٹا گوندھ رہی ہے روضہ خواں کے ممبر کے قریب کنولوں اور جھاڑوں کا انبار لگا ہے والد نے جھاڑوں اور کنولوں کے لگانے کی پیچ بتلائی - گونڈی (معمار) نے روشنی کے نمونے کے تختے پیش کئے حکم ہوا ساتویں کو ہری روشنی آٹھویں کو سرو کی روشنی نویں کو بیل کا جنگلہ، آرائش گر سلام کرکے پھرا اور بتیوں کو پانی میں ڈال دیا، ہر بجی پکوں میں ماش کے آٹے سے کنولوں کو بٹھایا گیا، نیم کے جھاڑ پر ابر کی قندیل لٹکائی گئی سامنے کے ڈھالیے پر جو پانچ کمانوں پر واقع ہے کنول نصب کئے گئے چھت میں جھاڑ لگائے گئے خود بدولت جب تک محل میں رہے امام النساء

بیگم صاحبہ، لاڈلی خانم صاحبہ، روشن بانو صاحبہ، وزیرالنساء بیگم صاحبہ، رفیق بی صاحبہ، گوہرالنساء خانم صاحبہ، پاچھو بی صاحبہ، امو بی صاحبہ، چھوٹی وزیری صاحبہ، شریف النساء بیگم صاحبہ، امیری بی صاحبہ، امتیاز بانو صاحبہ، سبزہ بوا صاحبہ میمنت بوا صاحبہ وزیری بی صاحبہ غرض تمام دادیوں سے بیٹھ کر باتیں کرتے رہے سال تمام میں آج ہی کے دن ان لوگوں سے تفصیلی بات چیت کا موقع ملتا ہے آتون اسمٰعیل بی نے آکر عرض کی بہو بیگم صاحبہ (راقم کی حقیقی دادی) علم مبارک کے پاس آگئی ہیں چلیئے جھڑنگ بجنے والد اٹھے، باہر تشریف لائے تمام آرایش کو ملاحظہ فرمایا مردانہ کو باہر روانہ کیا گیا علم مبارک کے سامنے ایک مسند لگی ہے دادی صاحبہ اس پر بیٹھی ہیں ان کے سامنے ٹپہ رہے اور آپس میں دو اور ٹپے اور مسندیں ہیں جوں ہی امام النساء بیگم صاحبہ شریف النساء صاحبہ لاڈلی خانم صاحبہ وغیرہ آئیں۔ دادی صاحبہ مسند سے دو قدم آگے بڑھیں اور جھک کر ہر ایک کو سلام کیا سبھوں نے یہ دعائیں دیں:۔ "پیٹ ٹھنڈا رہے، دانت گر کے پڑ دنتیاں آئیں، عمر کی پار مبیاں اتریں، دیدے گھٹنے سلامت رہیں، ایک کے اکیس ہوں، سوا سو برس میں ایک گھڑی کم نہ ہو" راج محل اور بیچ کے مالو کے دروازے کھلے ان ہر دو محلات کی بیگمات، بوبوئیں، چھوکریاں ایک پر ایک گرتی ہوئی آئیں، تین بج رہے ہیں عمل کی ماما نے کہا عمل تین پہر کا خداوند نوبت جھڑنے لگی والد کے منہ پر گھڑی ملی گئی گلے میں جھولی ڈالی گئی جس میں خواتین نے حسب استطاعت خیرات ڈالی بجن جی، نوجی، قموجی مرثیے پڑھنے لگیں والد نے اٹھ کر سب کو سلام کیا اور باہر تشریف لائے امیری فراشن نے زرد مسند وسطی کمان میں لگا کر بقیہ مسندیں اٹھالیں اور اس کو گاردنوں ماما یوں

کے تفویض کرکے دوسرے کام میں لگ گئی گاردیں کندھے پر بندوق رکھے مسنداور کنول وغیرہ کی نگرانی کرنے لگیں آج شب میں بارہ دری میں مجلس ہے۔ آج بارگاہ حسین اور بستی میں غیر معمولی چہل پہل ہے کہیں ڈھولک کی تھاپ ہے تو کہیں دھڑوں اور چھڑوں کی آواز ہے "لہسن کی چٹنی کیا مزہ دار" "اللہ رے چندڑ" "حاجی احمق کا تکیہ برابر" غرض مختلف صدائیں بلند ہو رہی ہیں، کہیں شیرا اور مونڈی کے باگ ہیں تو کہیں بنیرے والے پرکٹے پرے جن کے ہاتھ میں کاغذی گلدستے، پیروں میں گھونگھرو، سر پر مسالے کے ڈوپٹے یہ اپنے ساز کے ساتھ رقص کناں بارگاہ حسین میں جمع ہوئے تاکہ ان کے بن سنورنے میں کوئی کسر ہو تو اس کو درست کرلیں، دوسرا مرفہ ہوا ساڑھے چار بجے کا عمل ہے سواری نکلے حسب معمول گئی چھوٹی فاتحہ ہوئی والد حسینی بنگلے پر رونق افروز ہوئے رنگوں نے مشتے نمونہ از خروارے کچھ سوانگ پیش کئے ختم کشتہ کی عرض ہوئی آج کشتہ حلیم سے بھرا گیا۔ واپسی میں سواری باور حسین صاحب کے پاس گئی کلیان سنگھ فرزند سادھو سنگھ بھی اتفاق سے مجلس میں تھے سیڑھیوں سے اتر کر والدان کو ٹاپ میں کھڑا کرلئے تاکہ شام کی مجلس میں انہیں ان کے ساتھیوں حبیب علی، بگو نواب کے ساتھ رنگ دکھائیں والد حمام محل میں داخل ہوئے یہ اطفال اندر محلات میں جاکر میوہ وصول کرنے لگے قبل از وقت خاصے کی تیاری ہونے لگی کیونکہ معلوم نہیں مجلس میں صبح کے تین بجتے ہیں کہ چار، حکم ہوا کہ روشنی چنی جائے ابھی سے بستی کی عورتوں اور بچوں کا تانتا لگ گیا، مامائیں چیخ رہی ہیں، چلا رہی ہیں کسی بستی والی سے جھڑپ ہوگئی، بیگمات نے بیچ بچاؤ کیا لیجیئے نو بجے

رب سواری بارہ دری میں داخل ہوئی بارہ دری روشنی سے بقعۂ نور بنی ہے چاندنی کا فرش ہے ہری ہری چھپتیں ہرے ہرے پردے تماشہ بینوں کا ہجوم ہے تِل رکھنے کو جگہ نہیں ایک طرف ماما چاندو تماشا بینوں کو براق کا تماشا دکھا رہی ہے یہ بُراق مع چار پریوں کے کمان میں رکھی گئی ہے براق میں یہ صنعت رکھی گئی ہے کہ کل کے گھمانے سے اس کے دُم میں اور پروں میں ایک حرکت پیدا ہو جاتی ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ پرواز کرنے کو ہے اسی طرح پریاں بھی ہاتھ اور پَر ہلاتی ہیں گویا کہ اُڑا چاہتی ہیں، براق کی ناک میں ایک مرصع بلاق ہے، سر پر کارچوبی تاج اور پشت پر کارچوبی سبز مخملی زین، طوغ روشن کرنے کے بعد حسب دستور گل پوشی، فاتحہ اور روضہ خوانی ہوئی نقارہ اور عہدے بجے آج کا نوحہ یہ ہے :-

جب شبّیؑ کی چڑھا تھا سینے پر وہ شمر لعین واویلا   سر پیٹ کے ننھے ہاتھوں سے کہتی سکینہ واویلا

کشتے پر فاتحہ ہوئی جو مزعفر سے بھرا گیا تھا خاصے کی جماعت نے اپنی خاص راگنیوں میں دو مرثیے پڑھے جن کے مطلع یہ ہیں :-

(۱)

صبا بہشت میں جا صبح و شام تسلیمات   نبیؐ کو کچھ خبر یا امام تسلیمات
کیا ہے عرض یہ سید غلام تسلیمات   ملاحظہ سے ادب سے سلام تسلیمات

---

(۲)

مومنا ماتم کرو شہ کی شہادت ہو چکی   حلق پر سید کے خنجر کی سیاست ہو چکی
جو جو ہونا تھا حرم کی سر پہ آفت ہو چکی   حق میں عابدؑ اور سکینہ کے قیامت ہو چکی

اس کے بعد دیگر جماعتوں نے مرثیے سنائے جماعتیں کشتے پر گئیں ادھر شربت خوری شروع ہوئی ادھر چوبداریوں کو نام بنام آواز دینے لگا مثلاً " زرتار گر کی میں "

رحمت اللہ قوال کی میل، قادر علی کی میل، گھاسنی کا شیر، اسمٰعیل کا شیر، فقیر صاحب ڈر گیا
کا شیر، لالو برہمن، گاڑیان گلی کا باگ، اللہ نگر کا باگ، زرگیروں کا ریچھ، حاجی احمق
چندڑ، گھگری والے، ملنگ، اِن سب نے یکے بعد دیگرے اپنے اپنے سوانگ اور
کمال بتائے، چندڑ، حاجی احمق اور سائیں نے ایسے اشعار اور جملے کہے جن میں مقامی
عہدہ داروں پر اُن کے کاروبار سے متعلق طنز اور پھبتیاں تھیں نیز بستی کے بعض عجیب
واقعات بھی جو پچھلے سال پیش آئے تھے اس میں مذکور تھے مثلاً " عثمان علی بندھتے
ہیں کمرسے دوشالہ " " رحمو ہوا توشہ خانے والا " " محبوب علی اُڑاتے ہیں مزعفر کا نوالہ "
حسام الدین کا ہوا منھ کالا " " اللہ رے چندڑ " ۔ دار صاحب کو ملا بنگلہ کا کارخانہ " اُن
کا حال ہوا اشتعلخانہ " اللہ رے چندڑ " " ماما دلیاں کا تکیہ برابر " اس کو رکھی تھی ادھتی
میں چھپاکر، اس کا داماد لے گیا اُڑاکر، غرض ہر قسم کے لطائف اور راگ رنگ
پیش ہوئے، شربت کے دور کے بعد حاضرین مجلس میں چوگھڑے تقسیم ہوئے
جن میں دھنیا، قہوہ، نمکیں بریاں بادام، چکنی الاچی، تخم خیارین تھے، جن اشخاص
کو چوگھڑے سرفراز ہوئے وہ شکریہ میں سامنے حاضر ہو کر آداب بجالائے، حکم ہوا کہ
رنگ والوں کو بھی کشتہ کھلایا جائے، رات کے کوئی چار بج گئے برخاست عمل میں
آئی، مجمع واپس ہونے لگا اژدحام کی وجہ رفقا ایک دوسرے سے جدا ہوئے اور
بچے اپنی ماؤں سے بچھڑ گئے جنھیں سرکاری ملازمین کے ذریعے ان کے گھروں کو
پہنچادیا گیا، آج دروازے تمام رات کھلے کے کھلے رہے ساڑھے پانچ بجے مرفے
کے ساتھ رسنا بند کر کے اُسی وقت روشن چوکی کے ساتھ کھول دیئے گئے۔

۷ محرم / محرم پہلی سواری حسب دستور چار بجے بارگاہ حسین رونق افروز ہوئی چھوٹی
فاتحہ کے بعد حسینی بنگلہ پر تشریف فرما ہوئے کشتہ حلیم سے بھرا گیا آج صدر الونیچان

کے عاشورخانے میں مجلس ہے اس لئے کوچ حسینی بنگلہ کے بالائی برآمدہ میں رکھی گئی تاکہ صدرالدین خان کے عاشورخانے کا کافی نظارہ ہوسکے حسینی بنگلے کو نہایت عمدگی سے آراستہ کیا گیا ہے تصویریں لگی ہیں، کوچ کے پیچھے ایک قدِآدم آئینہ لگا ہے شیشہ آلات آویزاں ہیں جن میں ماہی بتی کی روشنی کی گئی ہے۔ معمولی رنگ وغیرہ ملاحظہ فرمانے کے بعد واپسی عمل میں آئی اور بارہ دری میں رونق افروزی ہوئی، یہاں آج باسی روشنی ہوئی ہے بستی کی عورتیں نیازیں چڑھا رہی ہیں جن میں جھولیاں، گودیاں، پانوں کی بیل، گہوارے، تورن نقرئی شدّے، دیدے، گھٹنے، روٹ وغیرہ شامل ہیں، بعد فاتحہ حمام محل میں واپسی ہوئی، خاصے سے فراغت پاکر کچھ دیر آرام لیا رحمٰن شاگرد پیشہ نے عرض کی کہ سواری تیار ہے غرض بارگاہ حسین میں سواری پہنچی حضرت امام زین العابدین کی چوکھہ روشن ہوئی جس میں سوا سیر میدہ سوا سیر روغن زرد سوا سیر ناڑے کی بتیاں ہوتی ہیں خود بدولت نے اس میں پانچ روپئے گزرانے چوکھہ کے میدے کا حلوہ تیار کرکے سات سادات کو کھلایا جاتا ہے، قرآن خوانی اور گل پوشی کے بعد صدرالدین خان کے عاشورخانے میں سواری رونق افروز ہوئی بعد فاتحہ و گل پوشی جماعتِ خاصہ نے وہی مرثیئے سنائے جو بارہ دری میں پڑھے گئے تھے شربت اور چوگھڑے تقسیم ہوئے بارگاہِ حسین میں واپسی عمل میں آئی نوحہ خوانی ہوئی جس کا مطلع یہ ہے:-

روروکے سکینہ نے کہا دیدۂ پرنم عباسؑ چچا جان مرنے سے تمہارے ہوئی بابا کی کمر خم عباسؑ چچا جان

بعد نوحہ کشتہ قبولی سے بھرا گیا اور جمعیت کو کھلایا گیا حسینی بنگلے پر خود بدولت رونق افروز ہوئے سے زنانہ کیا گیا، خاص برداروں نے ہر کونے میں بھر کر صدائیں لگائیں کہ

صاحب لوگو جھاڑا ہے چلو" نو سال کے نیچے تک کو باہر کیا گیا بارگاہ حسین کے دروازے پر سرخ بانات کا پردہ ڈالا گیا پہرے مقرر کر دئیے گئے بارگاہ حسین بقعۂ نور بنا ہوا ہے سامنے کی کمانوں میں روشنی چنی گئی ہے جس کے سامنے سرخ مدرسے کا کپڑا باندھا گیا ہے کمانوں کی چھت پر ایک دمدمہ بنایا گیا ہے جو ڈیڑھ گز مکعب ہوگا، اس میں ستاروں سیاروں آفتاب و ماہتاب کی نقل و حرکت دکھائی ہے، ٹھن چکر کے علاوہ کنول کے پھول کا نمونہ بھی دکھایا گیا ہے اور پٹیوں کے پیچھے مہتاب کی روشنی کی گئی ہے، حوض کا فوارہ چل رہا ہے جس کے بیچ میں ایک کافوری گولہ ہے جو گرنے نہیں پاتا بستی کی خواتین سامنے کے میدان میں حوض پر جمع ہونے لگیں محلات کی آمد شروع ہوئی نذر نیاز گزرانی گئی سلامتی کی چوکھیں ہر خاتون نے نذر پیش کی چوکھ چاندی کی تھالی میں نیابی پر سے علم کے بائیں بازو کونے میں رکھی جاتی ہے یہ نذریں خادمین کا حق ہے دمدمے کی پتلیوں، تابوت اور دیگر شعبدوں مثلاً خونی الاوہ وغیرہ کا معاینہ ہوا خونی الاوہ کی تفصیل یہ ہے کہ مرد کے گلے میں تلوار ایک طرف سے گھونپ کر دوسری طرف سے نکالی گئی ہے خون جاری ہے دیگر یہ کہ طشت میں ایک سر کاٹ کر رکھا گیا ہے قریب میں ایک لاشۂ بے سر پڑا ہے۔

۸ محرم بارہ بجے بارہ دری میں تشریف فرمائی ہوئی شربت کے سوچے ہیا ہیں ایک مشک میں شربت بھرا ہے جناب عباس کی فاتحہ کے بعد خود بدولت نے مشک کو گلے میں حمایل کیا آبخورے میں شربت بھر بھر کر پہلے شریف النسا بیگم صاحبہ امام النساء بیگم صاحبہ لاڈلی خانم صاحبہ اور خاص والدہ صاحبہ کو پلایا اس کے بعد مہنا صاحب کی اور محلات کو ۴ بجے سواری کی تیاری

شروع ہوئی حسب معمول سواری بارگاہ حسین پہنچی معمولی فاتحہ اور تلاوت قرآن ہوئی، بارگاہ حسین میں ایک مجمع کثیر ہے حسینی بنگلے سے رنگ ملاحظہ فرمارہے تھے کہ کوتوالی دو آدمیوں کو کشاں کشاں لائی ان پر الزام یہ تھا کہ تماشا بینوں کی جیبیں کترتے ہیں چونکہ ثبوت بہم پہنچا تھا اس لئے اردلوں کو حکم ہوا کہ بارہ بارہ کوڑے لگائے جائیں تاکہ دوسروں کو عبرت ہو حسبہٗ جوڑ دوان کوڑے لگائے گئے سواری برخاست ہو کر عزمیت فرمائے بارہ دری ہوئی یہاں بھی حسب معمول فاتحہ ہوئی، حمام میں واپسی کے بعد آرام فرمایا، محمد بچن کو حکم ہوا تھا کہ رات کے بارہ بجے بیدار کرے حسب الحکم مقررہ وقت پر بیدار کیا گیا وضو کے بعد لباس تبدیل فرماکر حمام محل سے برآمد ہوئے حسب قاعدہ سواری بارگاہ حسین روانہ ہوئی علموں کی خدمت بجالائی گئی نوحہ خوانی کے بعد کشتہ بریانی سے بھرا گیا، نوحہ یہ تھے

ماں قاسم نوشاہ کی کہتے ہوئے آئی ہے ہے مرے قاسم تم مر گئے ماں جیتی رہی غم کی ستائی ہے ہے مرے قاسم

حضرت قاسم کی سواری کے لئے جو قاضی صاحب کی جانب سے ان کے محلے میں استاد ہوتے ہیں رام پرشاد جمعدار کے ذریعے باجے، جمعیت، نشان کا ہاتھی، روشنی، چتر مورچھل بھیجے گئے اور خود بدولت حسینی بنگلے پر برآمد ہوئے بارگاہ حسین میں جماعتیں مرثیے پڑھنے لگیں طعام کشتہ شروع ہوا، جھنو سنگھ، گجرا سنگھ ہزاریوں کو قہوہ خانہ کا دروازہ بند کر کے محلات کو بالائے قلعہ سے لانے کا حکم ہوا، سب محلات قہوہ خانہ کی چھت اور رسالہ کی کمان کے بالاخانے پر جو چو محلہ کہلاتا ہے داخل ہوئیں یہاں دریچوں پر رنگ برنگ کی چلمنیں پڑی ہیں اور وسط کے برآمدے میں خاص محل اور خاص دادیاں، والدہ صاحبہ برآمد ہیں بیچ محلہ اور حسینی بنگلے کے درمیان جو میدان ہے وہ عوام اور رنگوں سے کھچا کھچ بھرا ہے شور وغل سے کان پڑی آواز

سنائی نہیں دیتی چار بجے شب کے حضرت قاسمؑ کی سواری کے نشان کا ہاتھی ڈیوڑھی
کمان میں داخل ہوا اس کے پیچھے فوج وغیرہ ہے سب جمعیت سلامی دیتی ہوئی
حسینی بنگلے کے سامنے سے گزری اور روشنی کی ٹٹیوں کے سامنے صفیں باندھ
کر کھڑی ہوگئیں، یا علیؓ دولہا کی صداؤں میں علم مبارک آئے جن کے ساتھ قاضی
ظہیرالدین صاحب اور ان کی برادری ہے علم کو چو محلے کے سامنے پھرایا گیا
کچھ دیر بعد نقیب نے آواز دی کہ علم کو حسینی بنگلے کے سامنے لایا جائے جب بنگلے کے
سامنے علم آئے تو خود بدولت کھڑے ہوگئے قاضی صاحب کو اوپر طلب کیا گیا،
انھوں نے علم سے ڈھٹیاں کھول کر خود بدولت اور صاحبزادوں کے بازو پر
باندھیں، ماماولیاں خود بدولت کی حقیقی والدہ صاحبہ کی منتی ڈھٹی روٹ اور
زیور گل اور نذر لائی سجن علی نے دونوں ہاتھوں سے روٹ تھام کر خود بدولت
کے سر پر اس کا سایہ کیا فاتحہ خوان نے فاتحہ دی روٹ بدھایا نصف کشتی میں
رکھ دیئے گئے اور نصف محمد سجن کے حوالے ہوئے تاکہ وہ قاضی صاحب کو دیدے
نبی بخش اور قاسم میرے منتی روٹ لائے اور بدھانے کے لئے سجن علی کو دیئے
حسب طریقۂ مذکورہ میرے سر پر بھی بدھائے گئے اور قاضی صاحب کے ہاتھ
میں علم کی نذر رکھی گئی اور ڈھٹی باندھی گئی اس کے بعد صدرالدین کے علم حضرت
قاسم کو بھی ڈھٹی باندھی گئی معمول دیا گیا بڈھن صاحب اور عظیم الدین نے بادا
جان اور ہمارے بازو پر ڈھٹی باندھی، علم کی سواری واپس ہوئی خود بدولت
بھی بالائی قلعہ آگئے زنانہ چو محلہ ہی میں رہا پہروں کا انتظام معقول ہے ۔
باورچی خانہ سلامتی میں متعلقہ عہدہ دار حاضری کی پخت وپز کے انتظام
میں مصروف ہیں۔ پانچ پتلے کی پخت ہے۔

۹ محرم فیض الدین ٹھوا پانچویں محرم سے سہرے کی تیاری میں مصروف تھا آج طلائی مقیش کی لڑوں کو سرپیچ میں ٹانک کر کلابتونی ڈوریوں میں مقیش کے پھندنے لگا دیئے، بجن علی نے تمنا زرگر سے سبع علم کے کانوں میں جہاں مرصع کرن پھول آویزاں ہیں طلائی مقیش کی زلفیں آویزاں کرائیں زیورات کا صندوق لایا گیا، بجن علی نے مرصع سرپیچ مع کلغی علم مبارک کی پیشانی پر باندھا اور اس کے نیچے چار قدیم سہرے اور ایک نیا سہرہ باندھ دیا جو ہر سال تیار ہوتا ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آج کے روز بارگاہ حسین میں کوئی شادی کی تقریب ہے، وسط میں علم مبارک نہیں ہیں بلکہ ایک نوشاہ تاش کا نیمہ جامہ زیب تن کئے سہرہ اور سرپیچ باندھے رونق افروز ہے سرپیچ میں عینک نصب ہے سہرے کا طول کم از کم ۴ فٹ عرض ۱½ فٹ ہے دس بج گئے فوج اور عہدے وغیرہ حضرت قاسمؑ کی سواری سے واپس ہوئے بھالدار نے خبر دی کہ حضرت قاسم کے علم اپنے عاشور خانے میں آبادی کا گشت لگا کر واپس آگئے رحمٰن نے خود بدولت سے عرض کی والد نے وضو کے بعد لباس پہنا، حسب معمول سواری بارگاہ حسین آئی، اللہ علم کے سامنے دردالان میں رونق افروزی ہوئی رحمت اللہ معتمد پیشی نے علم مبارک پر آویزاں کرنے کی درخواستیں جو پر افشاں کاغذ پر خوش خط لکھی گئی تھیں ایک سرخ مخمل مڑھی ہوئی کشتی میں رکھ کر مع قلمدان خاص دستخط کے لئے پیش کیں، خود بدولت نے پہلے اللہ علم کے لئے لکھی ہوئی درخواست پر پھر جناب امام حسینؑ اور جناب عباسؑ اور علم بی بی کے واسطے تیار کردہ درخواستوں پر بالترتیب دستخط ثبت فرمائے محبوب علی نے دست بستہ عرض کی کہ دسترخوان تیار ہے، ختم شریف کا حکم ہوا والد علم مبارک کے شمالی حجرے میں تشریف لیگئے

اُن کے عقب میں بڑے بھائی، منجھلے بھائی اور راقم الحروف داخل ہوئے سترخوان پر فاتحہ دی گئی دسترخوان پر سب سرخ گلی برتن ہیں کل بارہ رکابیاں رکھی ہیں جن کے پہلو میں ایک ایک نان ہے اور ایک، ایک طشتری مزعفر کی رکھی ہے ایک طشتری میں کچے چنے کی بھیگی دال، ہری پیاز او قند سیاہ کی ایک ایک ڈلی قلیئے کا ایک ایک پیالہ اور ایک طشتری میں کلیانی کے خاص کباب، علاوہ اس کے سفیدہ اور زردے کی رکابیاں اور ایک ایک پیالے میں بورانی بھری ہے اور ایک ایک طشتری میں دہی کی چٹنی ہے۔ بعد فاتحہ خود بدولت نے محبوب علی سے ارشاد فرمایا کہ سید محمد جہاندار حسین، سید محمد تفضل حسین، سید محمد مظفر حسین، سید محمد سادات حسین، سید محمد صادق حسین، سید محمد نجم الدین حسین عرف گگو نواب، سید محمد عابد حسین، سید محمد عنایت حسین کو بلایا جائے، یہ برادری کے اصحاب فرداً فرداً دسترخوان پر آداب بجا لانے کے بعد بیٹھ گئے پہلے والد نے روٹی توڑی پھر سبھوں نے کھانا شروع کیا عاشور خانہ سمع علم میں دائیں بائیں جانب دو دسترخوان چنے گئے ایک پر مابقی برادری دوسرے پر مصاحبین اور عہدہ دار ہیں دردالان میں ایک طویل دسترخوان پر اہلِ قلم اور تیسرے درجے میں جمعداران نظم جمعیت اور اہلِ حرفہ ہیں۔ بارگاہ حسین کے چبوترے پر جہاں پہلی محرم سے شامیانہ تانا گیا ہے تین دسترخوان چنے گئے جو اہلِ سیف کے لئے مختص ہیں اور گلال باڑ کے ستونوں سے ماہی مراتب اور متعدد مورچھل، آفتاب گیریاں، مہتاب گیریاں اور ذوالفقاریں باندھی گئی ہیں انتظام کی یہ حالت ہے کہ شور وغل کا نام نہیں نہایت خاموشی سے سربراہی ہو رہی ہے، بعد تناول طعام حاضری خود بدولت دواخانے میں

جو بارگاہ حسین کے شمالی حصے میں واقع ہے چند مصاحبین خاص کے ساتھ تشریف
لے گئے وہاں پاؤ گھنٹے تک پان اور حقہ کا شغل جاری رہا، ڈاکٹر سادھو سنگھ
نے میوے اور شیرینی کی ایک ایک چنگیر نذر کی، اللہ علم کے روبرو تیسرے
دالان میں سفید مسند پر رونق افروزی ہوئی کھانے سے فارغ ہونے والے
اشخاص آداب بجا لاکر واپس ہوتے جاتے ہیں اور ان کی جگہ دوسرے دعوتی
ملازم اور غیر ملازم آکر دسترخوان پر بیٹھتے جاتے ہیں، تین بجے کے بعد فراش
دسترخوان بڑھانے لگے، پس خوردہ اپنے لئے محفوظ کرلیا چنانچہ جوان نے عرض
کی کہ دعوتی ختم ہوچکے، تین دیگ کھانا بچ گیا ہے حکم ہوا کہ ایک دیگ محلات
اور برادری میں تقسیم کی جائے اور ایک دیگ روزہ دار، خدمتی اور علم برداروں
میں تقسیم ہو اور ایک دیگ مصاحبین اور عہدہ داروں میں تقسیم کردی جائے
فاتحہ خواں نے سبز رنگ کی پگڑیاں پیش کیں اور والد کا ہاتھ لگا کر ملازمین
باورچی خانہ، بھوئی خانہ، گل فروش، رنگ ریز، کمھار، زین گر، زرگر اور
نقارچیوں کو بندھوائیں، برخاست کا مرفہ ہوا حسب دستور سواری قلعے پر گئی
خود بدولت بعد تبدیل لباس مسجد قلعہ میں تشریف فرما ہوئے یہاں زین الدین
صاحب استاد چند خدمت گاروں کے ساتھ حاضر تھے قند سیاہ کی پانچ بھیلیاں
بھی دہری تھیں والد مسجد کی وسطی کمان میں کھڑے ہوئے عثمان علی جمعدار
شاگرد پیشہ نے ایک ایک بھیلی خود بدولت کے سر پر تھامی استاد صاحب موصوف
نے باری باری سے پنجتن پاک کے نام پر فاتحہ دلائی چونکہ شب بیداری کی وجہ
طبیعت بدمزہ ہے حمام محل میں آرام فرمایا اور حکم ہوا کہ عاشورے کے دن اس
قند سیاہ کا شربت تیار کرکے عوام میں تقسیم کیا جائے چنانچہ جوان نے زمین کے

ذریعے عرض کرایا کہ جو تین دیگ کھانا بچا تھا حسب الحکم تقسیم کر دیا گیا آج شام
ہی سے بارہ دری میں معمول سے زاید روشنی اور آرائیش ہے آبادی کی خواتین
سفید چادریں اوڑھی بارہ دری میں داخل ہونے لگیں بارہ دری کا صحن
خواتین سے بھر گیا کوئی گودی، گہوارہ، تورن اور پان کی بیل چڑھا رہی ہے
تو کوئی نقروی روٹ اور شدّے کوئی شربت کھچڑی پر فاتحہ دلا رہی ہے تو
کوئی روٹ مالیدہ پر، آتون جی اور ان کی بہو کو دم لینے کی فرصت نہیں،
مامائیں، باڈریس گارڈنیں مصروفِ انتظام ہیں، شب کے بارہ بجے اطلاع
ہوئی کہ بارگاہِ حسین سے سہرے آگئے اور بی بی کے علم کی سواری کا اہتمام
مکمل ہو چکا ہے، والا رونق افروز بارہ دری ہوئے معمولی فاتحہ خوانی کے بعد
سہرا باندھا گیا اس کے بعد تاش کی ڈھٹی پر عطر مالی ہوئی اور ڈھٹی مذکور
علم مبارک کو باندھی گئی، علم مبارک کے سیدھے کندھے پر درخواست آویزاں
کی گئی جو سرخ رنگ کے کاغذ پر ہے اور اس کا یہ مضمون ہے :-

حمد سپاس بدرگاہِ جنابہ فاطمۃ الزہرا بنتِ رسولِ خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام
بفراوان عجز و انکسار مودی ساختہ التجامی نماید کہ بافضالِ متعال بحصولِ جمیع
مقاصدات دینی و دینوی شب و روز بامن و امان بودہ مشغولِ ادائی شکر و
سپاس باشم واجب بود بعرض پرداخت زیادہ حد ادب المعروضہ ہنم شہر محرم الحرام
سنہ عرضی فدوی غضنفر الدولہ۔

گل پوشی اور گلاب پاشی ہوئی اور باقی علم ہائے مبارک پر خادمین کے
ذریعے جھلا جھلی کی ڈھٹیاں باندھی گئیں اور ان کی بھی گل پوشی ہوئی اور فاتحہ
خوانی کے بعد کوچ کا پہلا نقارہ ہوا، علم برداروں کی سبز کھادیاں اور توبریاں

جو بوقت فاتحہ علم کے سامنے رکھی گئی تھیں فاتحہ خوان نے والد کا ہاتھ
لگاکر علم برداروں کے حوالے کیں نوحہ خواں ممبر پر آئے آج کا نوحہ یہ ہے

یارو تمہارا حسینؑ آج کا مہماں ہے   کل شہ مظلوم ہے اور صفِ میدان ہے

نوحہ کے اختتام پر دوسرا نقارہ ہوا فاتحہ ہوئی بعد فاتحہ تیسرے نقارے کے
بعد ممبر کا سیاہ پوش علم جس پر یداللہ ہے برآمد کیا گیا اس کے بعد جملہ علم مبارک
کھلے آخر میں بی بی کا علم کھولا گیا عہدے بجنے لگے صحن بارہ دری میں علم
آنے کے بعد خود بدولت نے سرخ رنگ کی مشعل جو نقروی دستے میں لگی
ہوئی ہے طوغ پر روشن کی دستِ راست میں مشعل ہے اور دستِ چپ میں
نقروی کپی ہے علم کے آگے آگے مشعل لیکر خود بدولت نے پانچ پھیرے کئے
اب عقبی کمان کے پاس والد کھڑے ہوگئے سجن علی کے ہاتھ میں عبیر سے بھری
ہوئی جھولی ہے والد نے علم مبارک پر عبیر افشانی کی، خواتین بتاشے، بادام
کھجور، نقروی پھول نچھاور کرنے لگیں، یہاں سے علم کو جھکا کر کٹھلے کے دروازے
پر لایا گیا خود بدولت نے لچھمن سنگھ کی نشست کے زینے پر کھڑے ہوکر علم مبارک
کی ڈھٹیاں اور سہرے درست فرمائے علم مبارک بارگاہ حسین روانہ ہوئے
خود بدولت وہیں ٹھہر گئے بارگاہ حسین میں جناب حسین علیہ السلام کے علم مبارک
یعنی سمع علم سے حسینؑ حسینؑ کی صداؤں میں ہر دو علم مبارک کو گلال بار
کے سامنے سے ملایا گیا اس رسم کی ادائی کے بعد علم بی بی کی سواری قلعے
پر آئی اور خود بدولت کی معیت میں داخل بارہ دری ہوئی وہاں علموں
کو کوئی پندرہ منٹ تک پھرایا گیا پہلے دوسرے علموں کو اور آخر میں بی بی
کے علم کو تخت پر لٹایا گیا اس پر ایک سفید ململ کی چادر اڑھائی گئی علموں

پر پھول چڑھائے گئے اور یہ واویلا نوحہ خوان نے آغاز کیا :-

قتلِ سرور ہے آج واویلا روزِ محشر ہے آج واویلا

نوحے کے بعد شیخ مدار فاتحہ خوان نے یہ فاتحہ پڑھی :-

دست بستہ ہو کہو اول روحِ مصطفےٰ بعد ان کے جو وصی ہیں حضرت شیرِ خدا
جسکے ان سے ہی چھٹکارا لعین محشر کے دن یعنی پیغمبر کی بیٹی حضرت خیر النساء
بعد اُن کے پھر کہو وہ جو امام زہر نوش جسکا دل ٹکڑے ٹکڑے طشت کے اندر گرا
پھر کہو اُس تڑپتا تھا جو پانی کیلئے روحِ پاکِ شاہِ دیں سلطان شاہ کربلا

یعنی حسین مظلوم، بے گناہ معصوم، پیاسا مغموم، پانی سے محروم، نثار کرنے والے سر کے، لٹانے والے گھر کے، سہنے والے خنجر کے، دور پڑنے والے وطن کے محروم کفن کے، تشنہ آبِ فرات کے، اٹھانے والے صدمات کے جن کو نہ تو پانی ملا، کٹ گیا، پیاسا گلا، سر شام کو چلا، بر ملا۔ بیواؤں میں واویلا اور بیٹیاں زہر پوش، غم نوش، علم بردار بھائی پر نثار، قاسمؑ نوجوان، اکبرؑ علی خون فشاں، اصغرؑ بے شیر، مذبوحِ تیر، بانوؑ بے چادر، زینبؑ نوحہ گر، کلثومؑ چشم تر، سکینہؑ بے پدر در بدر خاک بسر، باقی تمام اہل بیت عزیزاں، برادراں، برادرزادگاں و ہمشیرزادگاں مع ہفتاد و دو تن شہید یار خوار و زار رحم اللہ من قرأ الفاتحہ

فاتحہ کے خاتمے پر والد داخل خواب گاہ ہوئے اور حکم ہوا کہ رام پرشاد کی ساتھ نشان کا ہاتھی، جمعیت، روشنی اور عہدے سے مسرت نگر (شاہ پور) کے علم کی سواری لانے بھیجدیئے جائیں اور سواری جلد بارگاہ حسین میں لائی جائے اور محلات کو بارگاہ حسین کے چو محلے مین بھجوانے کا حکم ہوا ادھر محلات بارگاہ حسین پہنچیں ادھر مسرت نگر کے قدیم علم جن کی ساخت گولکنڈے سے اور

بادشاہی عاشور خانے کے علموں کی سی ہے بارگاہ حسین میں داخل ہوئے
تین بجے شب کامل ہے خود بدولت اس اطلاع پر کہ مسرت نگر کے علم بارگاہ
حسین میں آگئے حمام محل سے برآمد ہوئے اور حسب معمول ٹاپ کی سواری میں
رونق افروز بارگاہ حسین ہوئے مسرت نگر کے علم کو ڈھٹی باندھی گئی اور دس
روپیے نذر پیش کی گئی ادہر یہ علم بارگاہ کے باہر ہوئے ادھر لاٹ خان
نقارچی نے کوچ کے نقارے پر چوب رسید کی پہلے ہرسہ عاشور خانوں میں
فاتحہ ہوئی اور حجرۂ خاص میں داخل ہوتے سمع علم وزنی ہونے کی وجہ اس
کا جھوک سنبھالنا ایک مشکل کام ہے اس کے لئے طاقت ور اور قوی ہیکل
افراد درکار ہوتے ہیں سابقہ آٹھ علم برداروں کے منجملہ اب طاقت ور
پانچ علم بردار باقی رہ گئے ہیں جن کے نام یہ ہیں :- مرزا قنبر بیگ، مرزا غضنفر
بیگ، مرزا اسد بیگ، محمد عبداللہ رسالدار، رازدار خان بقیہ تین میں
ایک مرگیا اور دو کم قوت ہوگئے ہیں ان کی جگہ محمد اسمعیل پہلوان، محمد یحییٰ
برادر قاضی، شیخ چاند داروغہ چینی خانہ جیسے نگروں کو مامور فرمایا قنبر بیگ
کا حلیہ یہ ہے، سرخ وسپید رنگ قد ۶ فیٹ عریض سینہ، سبز بلدار پگڑی، ڈاڑھا
چڑھا ہوا ڈھاٹا بندھا ہوا، آنکھوں میں سرمہ، دہرا پائجامہ، گلے میں قبری
سبز رنگ کی کھادی ایک اوچی بنا ہوا دیگر علم بردار بھی قریب قریب اسی طرز
اور لباس میں ہیں۔ کوچ کا دوسرا نقارہ ہوا خود بدولت اللہ علم کے
عاشور خانے میں تشریف فرما ہوئے ناش کی ڈھٹی کو عطر لگایا بخور دیا گیا
ڈھٹی علم کو باندھی گئی، علم کے سیدھے جانب درخواست آویزاں کی گئی
جو سفید کاغذ پر لکھی گئی ہے اور اس کا مضمون یہ ہے :-

حمد و سپاس بدرگاہِ صمدیت اساس مجیب الدعوات ایزد سبحان بفرادان عجز و انکسار مودی ساختہ التجامی نماید کہ بافضال متعال بحصول جمیع مقاصدات دینی و دنیوی شب و روز بامن و اماں بودہ مشغول ادائی شکر و سپاس باشم واجب بود بعرض پرداخت، زیادہ حدِ ادب المعروضہ نہم شہر محرم الحرام سنہ عرضی فدوی غضنفر الدولہ۔

گل پوشی اور گلاب پاشی ہوئی پھر سبع علم کو تاش کی سنہری ڈھٹی باندھی گئی دوش مبارک پر یہ درخواست آویزاں کی گئی :۔

التماس ببارگاہِ عالم پناہ حضرتِ امام ہمام سید الشہدا امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام بفراوان عجز و عقیدت بتقدیم می رساند کہ بطفیلِ کرامت انتساب از درگاہِ الٰہی ہمہ مقاصدات دینی و دنیوی بحصول انجامیدہ شب و روز بامن و اماں بودہ ہر سال می نمودہ باشم واجب بود بعرض رسانید زیادہ حدِ ادب المعروض نہم محرم الحرام سنہ عرضی فدوی غضنفر الدولہ۔

گل پوشی اور گلاب پاشی کے بعد فاتحہ ہوئی اس کے بعد جناب عباس کے علم مبارک پر بھی سنہری ڈھٹی اور سرخ درخواست باندھی گئی اور فاتحہ ہوئی درخواست کا مضمون یہ ہے :۔

التماس ببارگاہِ عالم پناہ جناب علی عباس ابن علی مرتضیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام، بفراوان عجز و عقیدت بتقدیم می رساند کہ بطفیل کرامت انتساب از درگاہِ الٰہی ہمہ مقاصداتِ دینی و دنیوی بحصول انجامیدہ شب و روز بامن و اماں بودہ ہر سال خدمت گزاری می نمودہ باشم۔ زیادہ حدِ ادب المعروض نہم محرم الحرام سنہ عرضی فدوی غضنفر الدولہ۔

حجرۂ خاص میں تشریف فرما ہوئے اور نوحہ خوانی کا آغاز ہوا آج کا نوحہ یہ ہے

سواری شہ کی حرم پر غضب ہے   شہ دیں کی بانو کھڑی جاں بلب ہے

نوحہ کے بعد کوچ کا تیسرا نقارہ ہوا معمولی فاتحہ کے بعد اللہ علم کھولے گئے خود بدولت نے علم مبارک کو سر دیکر بارگاہ حسین کے صدر دروازے تک پہنچایا۔ مرد آدمیوں نے ڈوریاں کھینچیں علم مبارک علم بردار کے ڈب میں آکر سیدھے ہوگئے پھر اللہ علم کے عاشور خانے میں تشریف لا کر نقروی ہلال جسے فاتحہ خوان نے سپید کپڑے سے تیار کیا تھا طوغ پر روشن کیا روغن سیاہ کی نقروی کپی بائیں ہاتھ میں اور نقروی ہلال سیدھے ہاتھ میں تھامے صحن بارگاہ حسین میں تشریف فرما ہوئے علم کے سامنے ہلال لئے ہوے پانچ بار الاوے کا برہنہ پا طواف کیا پھر جناب عباس کے عاشور خانے میں جاکر معمولی فاتحہ خوانی کے بعد علم کربلا شاہ کو کھولا گیا خدمتیوں اور علم برداروں نے اس علم کو بیرون عاشور خانہ پہنچایا پھر جناب عباس کا علم کھلا خود بدولت سر دیئے ہوئے بارگاہ کے زینے تک علم پہنچا کر عاشور خانہ واپس ہوئے سبز رنگ کی مشعل جو نقروی دستے میں پیوست ہے طوغ پر روشن کی گئی اللہ علم کی طرح علم کے سامنے الاوے کا طواف ہوا اس کے بعد عاشور خانۂ سمع علم میں معمولی فاتحہ ہوئی پھر ممبر کے علم کو ہاتھ لگا اونٹ پر سوار کرنے بھیجا گیا اور سمع علم کے بازو کے علم کھولے گئے سمع علم کے نیزے پر تیر اور کمان بندھی ہوئی تھی اُسے بھی کھولا گیا علم مبارک کھلنے کے بعد خود بدولت نے سر دیئے ہوئے زینوں تک پہنچایا پھر عاشور خانے میں آکر طوغ پر سرخ رنگ کی مشعل روشن کی اور حسب طریقۂ بالا الاوے کے اطراف طواف ہوا حسینی بنگلے پر برآمد ہوئے علموں کو پھیرا جانے لگا اب صدر الدینجان

کے علم صندلی خود بدولت کے روبرو زیر بنگلہ لائے گئے آپ نے سہرا اور پراگندہ ڈھٹیاں درست کیں، اسی طرح علم کربلا شاہ، جناب عباسؓ، اللہ علم اور سمع علم کے سہرے اور ڈھٹیاں بالترتیب درست کیں اور جملہ علم اسی ترتیب کے ساتھ بیرون بارگاہ حسین روانہ ہوئے اور سب علموں کے بعد خود بدولت ٹاپ میں سوار ہوئے آگے عروب دُہرے مرفے کے ساتھ ضامن بولتے ہوئے اور ارد گرد بھالدار چوبدار خدمت گار، تازیانہ بردار، اردل، رات کے چار بجے ہیں، دو رویہ روشنی کی سیڑھیاں ہیں اور ہر حصۂ فوج کے ساتھ کوئی دوسو روشنی کے پیچھے، علموں کے قریب روشنی کے نہایت بلند ہلال ہیں ابھی سواری بارگاہ حسین کی کمان کے پاس ہے نشان کا ہاتھی فتح پیکر جامع مسجد پہنچ گیا جو چار فرلانگ ہے اس کے عقب میں باڈریس رسالہ ہے سالے کے پیچھے مختلف بیڑہ جات مثلاً پولس، رواہل، سکھ، علی غول، بیری والے مٹالے والے، بوچے والے، ریٹھے والے، گھانسی بیگ کا بیڑا، پھر اونٹوں کی قطار ہے جن پر دو عدد ذوالفقار کے نشان اور مختلف بازو کے علم ہیں، اس کے بعد نوبت کی صندلیاں، طنبورچی، تاشہ نوار، دف نواز، بگل چی روشن چوکی، بانسری نواز، یہاں سے علموں کا سلسلہ شروع ہوا سب سے پہلے صندل کے علم، ان کے پیچھے کربلا شاہ پھر جناب عباس اور اللہ علم ہیں علموں کے لوازمات مثلاً چتر برچھی، مورچل، آفتاب گیری، مہتاب گیری، کنول بردار اپنے اپنے علم کے ساتھ ہیں، آخر میں سمع علم چتر، آفتاب گیری مہتاب گیری مورچل کے ساتھ۔ علم بردار، ڈوری والوں اور خدمتیوں کے حلقے میں ہے اس کے بعد ہم تینوں بھائی خاصے کے گھوڑوں پر جو نقرئی

زیور سے سجے ہیں اس کے بعد خود بدولت کا ٹاپ ہے ٹاپ کے ہر دو جانب دو چنور بردار اور محمد ناصر اور قبول محمد نگس راں، ہمارے ہر دو طرف مہتاب کی روشنی پے در پے ہو رہی ہے ٹاپ کے عقب میں بیربل ہاتھی جس پر ماہی مراتب سنبھالے مولود خواں ہیں، محبوب پری، دولت پری چنچل پری، نصرت پری پر مصاحبین مثلاً، محمد رحمت اللہ، محبوب علی، ظہیر الدین، بگو نواز حبیب علی، محمد اسمٰعیل بخشی جمال الدین وقایع نگار اور سب کے عقب میں۔ نقارے کا ہاتھی ہیرا گج ہے، یہ سواری نماز فجر سے قبل نواب ممتاز الامرا کے مقبرے پہنچی، مقبرے کا مغربی پھاٹک کھلا جو خاص علم مبارک کی سواری کے لئے بنایا گیا ہے رسالے نے علم مبارک کو سلامی اتاری اور جملہ علم داخل مقبرہ (بنگلہ شریف) ہوئے مسجد کے روبرو علموں کو کچھ دیر ٹہلانے کے بعد سماع خانے میں لایا گیا جہاں نواب ممتاز الامرا بانی محرم کا مزار شریف ہے، پہلے نواب صاحب کے مزار سے حسین حسین کی پُراثر صداؤں میں لانے کے بعد پھر شاہ خیرالدین ثانی عرف مُہنا صاحب اور کمال النساء بیگم صاحبہ صاحبزادی نواب سکندر جاہ مغفرت منزل محل شاہ خیرالدین صاحب ثانی اور نواب سید محمد بر حسین خان صاحب المخاطب نواب ممتاز الامرا کے مزار سے لایا گیا اور مذکورہ ترتیب پر سواری مراجعت فرما ہوئی۔

یوم عاشورا صبح کے ۸ بج گئے ہیں چو محلہ میں محلات برآمد ہیں، گھوڑوں اونٹوں اور ہاتھیوں کی صفیں بارگاہ حسین کے حوض کے عقب میں قایم ہوگئیں نوبت اور باجوں کا اتنا شور ہے کہ کان پڑی آواز سنائی نہیں دیتی، محلات کے ملاحظہ کی غرض سے کچھ عرصے تک علموں کو چو محلہ کے

روبرو پھرایا گیا اس کے بعد کربلا شاہ، حضرت عباس اور اللہ علم کو باترتیب متعلقہ عاشورخانوں میں تختوں پر لٹا کران پر ایک ایک سفید چادر اڑھا دی گئی آخر میں سمع علم کو بھی لایا گیا سمع علم جھکتے ہی ایک خاص انداز سے نوبت، باجے، بگل بند ہو گئے سمع علم کو بارگاہ حسین کے دروالان میں تخت پر اس طرح لٹایا گیا کہ اس کا خاص بالائی حصہ بیرون تخت ایک سیاہ مخمل کے تکیہ پر ہے اور تکیہ ایک تپائی پر ہے، سب علموں پر کھلے پھول چڑھائے گئے خود بدولت قبلہ رو علم مبارک کی طرف اپنا رخ فرمائے سینے پر ہاتھ رکھے کھڑے ہیں، راقم الحروف، بڑے بھائی، منجھلے بھائی بازو میں۔ نوحہ خوان نے یہ نوحہ شروع کیا :۔

روز محشر ہے آج واویلا　　　قتل سرور ہے آج واویلا
کیا مسلمان اور کیا ہندو　　　سب کے گھر گھر ہے آج واویلا

اس نوحہ کے اختتام پر فاتحہ خوان نے یہ فاتحہ پڑھی :۔

دست بستہ ہو کہو اول بروح مصطفےٰ　　　بعد اُن کے جو وصی ہیں حضرت شیر خدا رض

...... الخ ۔ یہ فاتحہ صفحہ ۷۶ پر مکمل درج کی گئی ہے ۔ بعد ختم فاتحہ ممبر کے سامنے بیٹھ گئے جہاں صرف ٹپہ بچھا دیا گیا ہے اس کے بعد خاصے کی جماعت نے حسب ذیل مراثی کا آغاز کیا :۔

کرلو سلام صبح شہادت کی آئی ہے　　　سرور نے اے عزیز و سواری منگائی ہے
عزم میدان بلا میکنم اے شہر بانو الوداع　　　سینہ بر پا میکنم اے شہر بانو الوداع
امشب شب بخوابی طفلان حسین است　　　امشب شب بے آبی طفلان حسین است
اے داد حسینم بے داد حسینم　　　دے کشتہ خنجر فولاد حسینم

فوتِ سرور ہے آج واویلا　　　جگ پہ محشر ہے آج واویلا
شاہِ دیں مذبوحِ خنجر السلام　　　غرقِ خونِ مظلوم بے سر السلام

آخری سلام نقارے پر پڑھا گیا اس سلام کے چار بیت پڑھنے تک نقارچی دو
دو، تین تین سکنڈ کے وقفے سے نقارے پر چوب لگاتا رہا اور جب ٹیپ کا بند
جس میں صرف ہا، ہا، ہا کی صدا الاپی گئی تو نقارچی دونوں چوبوں سے
نقارے کو خاص طریقے سے بجایا اس کیفیت نے سنگدل سے سنگدل پر بھی رقت
طاری کردی، پھر یہ فاتحہ ہوئی:۔ دست بستہ ہو کہو اول، بروحِ مصطفےٰ ....الخ
اس کے بعد جماعت خاصہ دورویہ بیٹھ گئی ختم قرآن ہوا، بید سے بنا ہوا پلنگ
لایا گیا اس پر تجنیز بچھائی گئی، بارہ دری سے آثار شریف کے نقروی صندوقچے
اور کنجیاں پیش ہوئیں غلاف اُتارا گیا صندوقچہ پر سال گزشتہ کا جو صندل عبیر
اور خشک پھول تھے انھیں روئی کے گالے سے ایک کشتی میں صاف کیا گیا،
قفل کھول کر حضرت حسین علیہ السلام کی تسبیح مبارک برآمد کی گئی گلاب سے
دھو کر صندل اور عطر لگایا گیا، بخور دیا جا کر مخمل کے خریطے میں حسب سابق محفوظ
کر کے پھول چڑھائے گئے اس کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام کے موئے مبارک،
برآمد کر کے زیارت کرائی گئی یہ ایک لمبی چاندی کی ڈبی میں ہے سب درود شریف
کا ورد کرنے لگے اب کے چار شاخیں پھوٹی ہیں جو سرخی مائل ہیں موئے مبارک
کی زیادتی کا شگون اچھا لیا جاتا ہے، پھول کی پنکھڑی کو گلاب میں ڈبو کر
موئے مبارک کو غسل دیا گیا، بخور دینے کے بعد موم کو گرم کر کے ڈبی میں محفوظ
کیا گیا اسی طرح پانچ چھ موئے مبارک ڈبیوں سے برآمد کر کے زیارت کرائی
گئی اور صندوقچوں پر صندل عبیر اور پھول چڑھا کر حسب سابق مقفل کر کے غلاف

چڑھا کر اوپر پھولوں کی چادر ڈالی گئی اس کے بعد حضرت امام حسین علیہ السلام
کا خط مبارک جو جھلی پر ہے اور جس کا طرز کوفی ہے برآمد کیا گیا جس کو والد نے
بوسہ دیکر بخور دیا اور محفوظ کیا اسی اثناء میں باجوں کی آواز آنے لگی نشان کا
ہاتھی بارگاہ حسین میں داخل ہوا اور جو جمعیت رام پرشاد کے ساتھ گئی تھی مثل
بندی کے ساتھ داخل ہوئی، بارہ امام کی ٹٹی کندھوں پر لائی گئی طوائفیں
علم کے سامنے کھلے بال مرثیہ خوانی کر رہی ہیں، جن میں پیارجی، وزیرجی،
سجن جی، اچھن جی، جوہرجان، لالن جی شامل ہیں، والد مع مصاحبین گلال
باڑھ کے پاس آئے فاتحہ خوان نے کشتی میں ڈھٹی اور نذر رکھ کر پیش کی
ڈھٹی باندھ کر نذر گزرانی گئی علم کے مجاورین نے والد کے اور ہمارے
بازوؤں پر ایک ایک ڈھٹی باندھی نقیب نے آواز دی "بڑھاؤ" علم
بڑھے دوسرے علموں کو بھی جو ساتھ تھے ڈھٹیاں باندھی گئیں۔ بالوجی کے
اکھاڑے نے پٹا بازی۔ ملکھم۔ پھینک۔ لیزم، لٹھ، بنوٹ، چھڑی وغیرہ کے
کرتب پیش کئے، سواری واپس ہوئی پھر زیر ممبر تشریف فرما ہوئے اور آئمہ
طاہرین کی قلمی تصاویر کی زیارت ہوئی فاتحہ کے بعد صندوقچے والد کے سامنے
یکے بعد دیگرے لائے گئے والد نے بوسہ دیا اور خدام نے صندوقچوں کو سر پر رکھکر
نقروی بارہ دری میں محفوظ کیا، اس اثناء میں پرتاب پور کے علم کا نشان
جو دس گز اونچا ہے اور اس سے دو ننگی تواریں لٹکی ہیں بارگاہ حسین میں داخل
ہوا نشان کے پیچھے علم ہیں اور نشان کو ایک ہی شخص نے تھاما ہے اگر ذری
سی بھی غلطی ہو جائے تو نہ جانے کتنے آدمی زخمی ہو جائیں نیلکٹ کے علم بھی
ان کے عقب میں آئے ان کے ساتھ بھی ایک بلند نشان ہے ان دونوں

علموں کو بھی حسب تفصیل سابق ڈھٹیاں باندھی گئیں اور نذور گزرانی گئیں، مجاورین نے والد کے اور ہمارے بازو پیر ڈھٹیاں باندھیں، علم رخصت ہوئے بارگاہ حسین سے یہ علم نکلے ہی تھے کہ کاٹیواڑی کے حسینی بادشاہ کی سواری آئی، نشان کا ہاتھی اور جمعیت جو مطلوبے میں گئی تھی ساتھ ہے ان کے ساتھ ایک کثیر مجمع ہے مختلف اکھاڑے ہیں اُن کے کرتب ملاحظہ ہوئے ڈھٹیاں اور نذور گزرانی گئیں حسینی علم کی سواری واپس ہوئی، تبرکات پیر سے جو صندل عبیر اور گل نکالے گئے تھے اُس کو شربت میں ملا کر حاضرین میں تقسیم کیا گیا، زنانہ کرایا گیا، محلات بالائی قلعہ آگئیں آخر میں خود بدولت کی سواری نکلی مگر آج مرفہ، ضامن، نوبت، گھڑیال، جاروب کشی، جمعیت وغیرہ کی سلامی اور عوام وخواص کے سلام بند ہیں یہ سلسلہ زیارت تک رہیگا باورچی خانہ بھی بند ہے، نویں ہی کو روغنی روٹی، پراٹھے، خمیری پھلکے، کلچے، نانِ جوار، تل لگائی ہوئی باجرے کی روٹی، شیرمال، گاؤ زبان، گاؤ دیدہ، نانِ خطائی جس پر نقروی ورق ہے، باقرخانی، پھلکے، بگھاری مرچ، بگھارے بیگن، انباڑے کی بھاجی، انبوتی کی بھاجی، کھٹری دال، بیسن، کریلے، کاسی کدو کا میٹھا سالن، دہی کی کڑھی، باجرے کے لوز، حلوا سوہن، آملہ کا مربہ، گاجر کا حلوا، بادام کے لوز، آم کا مربہ، دم کے روٹ، برفی، جلیبی، نکتیاں، میٹھے مجد، روٹ، چونگے، بتی، گنج کے پیالے، سوالی اس مقدار میں تیار کرائے گئے کہ وہ زیارت تک کافی ہوں سب سالن بغیر پانی کے تیار ہوئے ہیں تاکہ خراب نہونے پائیں، سواری حمام محل میں رونق افروز ہوئی تبدیل لباس کے بعد دسترخوان چنا گیا خاصہ تناول فرمایا گیا۔ بارہ دری میں بستی کی عورتوں کا ایک

ازدحام ہے، بارگاہِ حسین میں بھی مختلف محلوں کے علموں کی سواری کا سلسلہ جاری ہے اور خادم ڈھٹیاں باندھ رہے ہیں، رن کا شربت پلایا جارہا ہے آبدار خانوں پر ہلڑ مچا ہوا ہے، بی بی کے علم کے سامنے طوائفین مرثیہ خوانی کررہی ہیں، آتون اسمٰعیل بی کو فاتحہ سے فرصت نہیں والد نے کچھ آرام کیا خدام کھانے سے فارغ ہوکر بی بی کے علم اٹھانے کے لئے بارہ دری میں حاضر ہوئے ایک بجے والد کو بیدار کیا گیا، بارہ دری تشریف لائے، والد کو سگ حسین بنایا گیا گلے میں چاندی کی بہو رکڑی ڈالی گئی جس تخت پر بیوی کے علم کو لٹایا گیا ہے اس کے بائیں جانب کے پائے کو ایک سرخ ناڑا باندھا گیا اور ایک تپے کے اندر قبولی ڈالی گئی والد نے مثل سگ دونوں گھٹنے اور دونوں ہاتھ ٹیک کر منھ سے پانچ مرتبہ قبولی نوش فرمائی، کوچ کا نقارہ بجا روضہ خوان نے یہ نوحہ پڑھا :-

سواری ہے شہ کی حرم پر غضب ہے   شہ دیں کی بانو کھڑی جاں لب ہے،

دوسرا نقارہ ہوا، فاتحہ خوانی ہوئی تیسرا نقارہ بجا، باجے بجنے لگے ممبر کا علم اور بعد میں دیگر علموں اور سب سے آخر میں بی بی کے علم اٹھائے گئے ان علموں کو پھیرا گیا جوں ہی کہ بی بی کے علم کو جھکایا گیا اور بیرون بارہ دری لے گئے محلات میں ایک کہرام مچ گیا حسینؑ حسینؑ کی دردناک صدائیں بلند ہوئیں، بچھمن سنگھ کی نشست کے سامنے بھی علم ٹھلائے گئے دھٹیاں اور سہرے درست کئے گئے رن کا شربت تقسیم ہوا سواری حیدر محل پہنچی یہاں بھی ٹہلایا گیا، عبیر افشانی ہوئی جوں ہی علم کو جھکایا گیا تمام باجے سوگواری لحن میں بند ہوئے سب علموں کو حیدر محل میں لٹایا گیا، کنول برداروں نے کنول

پیش کئے، عود ڈالا، روضہ خواں نے یہ نوحہ شروع کیا :۔

قتل سرور ہے آج داویلا   روز محشر ہے آج داویلا

اس کے بعد وہی فاتحہ پڑھی گئی جو سبع علم کے پاس پڑھی گئی تھی یعنی دست بستہ ہو کہو اول بروح مصطفےؐ ۔۔۔۔ الخ، زنانہ ہوا، محلات بارگاہ حسین میں چو محلے پر آئیں اس کے بعد والد کی سواری حمام محل سے جمعیت کے ساتھ مرفہ اور ضامن کے بغیر خاموشی کے ساتھ بارگاہ حسین آئی نقارہ ہوا روضہ خوان نے یہ نوحہ پڑھا :۔

آج کے دن مومنو خیمے میں بیداد ہے   خانۂ آل نبیؐ ہوگیا برباد ہے

کوچ کا دوسرا نقارہ ہوا اللہ علم کے پاس فاتحہ ہوئی کوچ کا تیسرا نقارہ ہوا یا علی دولہا کی صداؤں میں اللہ علم اٹھائے گئے جن کو پہلی سواری کی طرح خود بدولت نے سر کا سہارا دیکر سیڑھیوں تک پہنچایا اس کے بعد خود بدولت حضرت عباسؑ کے عاشور خانے میں تشریف لائے، عوام کا عظیم اجتماع ہے پولس اور بھالدار، چوبدار اردل وغیرہ مجمع کو ہٹا کر راستہ نکال رہے ہیں فاتحہ کے بعد پہلے علم کربلا شاہ کو اٹھایا گیا اور خدمتیوں نے انہیں سیڑھیوں تک پہنچایا اس کے بعد علم حضرت عباسؑ اٹھائے گئے اور ان کو بھی والد نے اللہ علم کی طرح زینے تک پہنچایا اور پھر سبع علم کے پاس آئے فاتحہ ہوئی ہمسر کا علم اٹھایا گیا اور پھر علم طوق وغیرہ آخر میں سبع علم اٹھائے گئے اور حسب دستور زینے تک والد نے پہنچایا صحن میں دو تین بار پھرنے کے بعد پھر علم کو اندر لانے کے لئے جھکایا گیا لوگ علم اور ڈھیٹوں کو ہاتھ لگا کر منھ پر پھیرنے لگے علم کو جھکائے جھکائے نقرئی بارہ دری تک لاکر حسینؑ حسینؑ

کی صداؤں میں باؤدری سے ملایا گیا جیسا کہ بچھڑنے والے ملتے ہیں یہ اس واقعہ کی یادگار ہے کہ جناب حسین علیہ السلام نے پہلی مرتبہ میدان کا قصد فرمایا اور اشقیا سے جنگ کی اور خیمے میں تشریف لاکر اہلِ بیت سے وداع ہوئے تھے علم کو اسی طرح پچھلے پاؤں زینے تک لایا گیا، علم بردار نے ڈب میں لیا سوروال نے ڈوریاں تھامیں، قنبر بیگ نے جو علم پھیرنے میں بہت مشاق ہیں اس طرح علم پھیرا کہ ایک ایک ڈھٹی گھوم گئی، علم کی سیف چلنے لگی گویا سپاہی تلوار چلا رہا ہے والد حسینی بنگلے پر برآمد ہوئے اب صبح کی طرح ایک ایک علم کو طلب کر کے اُن کی ڈھٹیاں، سہرے، زیور وغیرہ کو درست کیا گیا اور یکے بعد دیگرے صبح کی ترتیب پر سواری بارگاہِ حسین سے نکلی ہم اور والد بھی پاپیادہ سمع علم کے زیرِ سایہ ہیں، جھنو سنگھ اور لچھمن سنگھ ہزاری سے ارشاد ہوا کہ محلات کو واپس قلعہ پہنچا یا جائے اور محلاتِ خاص کو سواری تُسکرام مگھی تا لاب تیرانت پر لایا جائے اور ان کی محافظت کے لئے گجرا سنگھ ہزاری اپنی ماو مان پر ساتھ رہیں، ہزاریوں کا لباس اور حلیہ یہ ہے، ٹھوڑی پر ریش منڈھی ہوئی، گالوں پر ڈاڑھی چڑھی ہوئی، قلم چڑھے ہوئے گل موچھ سر پر مدرسے کے رنگ کی پیچدار پگڑی، کلی کا انگرکھا، دیسی دھوتی چڑا جوتا شال سے کمر بندھی ہوئی شانے پر علی بند، علی بند میں تلوار، ڈب میں تپنچہ پشت پر کچھوے کی چھوٹی سپر، سمع علم وسطِ کمان میں پہنچے تھے کہ خاصے کی جماعت نے یہ مرثیہ شروع کیا:۔

نیزے کے سر پہ ہوتی ہے سواری حسینؑ کی ۔۔۔ قاتل کے گھر چلی ہے سواری حسینؑ کی

سمع علم کے عقب میں نقارے کا ہاتھی ہے۔ جماعت خاصہ کے ہر نئے بند پر سواری

اور نقارہ رک جاتا ہے جونہی جوابی پڑھنے لگے اور خود بدولت نے قدم بڑھایا سواری آگے بڑھی، نقارچی نے بھی نقارے پر چوٹ لگائی اسی طرح سواری براہِ خندق آگے بڑھنے لگی، صفائی کے عملہ نے آج تالاب تیرانت تک تمام راستے کی صفائی کی ہے اور سقوں نے شاہ پور تک چھڑکاؤ کیا ہے تاکہ علم بردار جو برہنہ پا رہتے ہیں آسانی سے گزر سکیں براہِ خندق سواری لے جانے کا مقصد یہ ہے کہ قلعے کے مختلف مقامات سے محلات سواری کا نظارہ کر سکیں قلعے کے برجوں فصیلوں، بارہ دری، ببر محل وغیرہ کی چھتوں پر سبز پوش خواتین ہی خواتین دکھائی دیتی ہیں مرثیہ خوانی راجہ دیوان کی باؤ لی کے قریب ختم ہو گئی اب علم مبارک یا علیؑ دولہا کی صداؤں میں تیزی سے آگے بڑھے شاہ بڑے صاحب قبلہؒ کی درگاہ کے قریب ٹاپ رکھا ہے اور اسپانِ خاصہ زیوروں سے سجے سجائے کھڑے ہیں کسی پر نقروی زین ہے کسی پر گنگا جمنی کاٹھی کسی کے گلے میں صورتی گہنا ہے تو کسی کے گلے میں نقروی حمایل غرض کہ ہر اسپ دمچی، ہیکل، پاکھن وغیرہ سے آراستہ ہے ہم ان اسپوں پر سوار ہوئے اور والد کے ٹاپ کے سامنے ہو گئے ٹاپ کے عقب میں ماہی مراتب اور ڈنکے کے ہاتھی اور ان کے عقب میں مصاحبین کے چار فیل مادہ جن کے نام صبح کی سواری میں ظاہر کئے گئے ہیں۔ ان ہاتھیوں کے پیچھے بارکشوں میں عبدالکریم انگریزی منشی سید محی الدین عرف ڈاڑھی منڈھے، عبدالقادر کالے منشی، انا راؤ پیشکار، مادہو راؤ صیغہ دار اعراس، کونڈو پنڈت تحصیلدار جن کی گود میں منجھلے بھائی کو ڈال دیا گیا تھا کاسی راؤ صیغہ دار جمعبندی، دتو راؤ فوطہ دار بیٹھے ہیں فوطہ دار کے پاس رقم کی

تھیلی ہے، نقدی نویس، سیاہہ نویس، اخبار نویس، منا لال بھی بیٹھے ہیں
بارکش کا بالائی حصہ مسند نما ہے، زنانی شکرام کے بیلوں پر بانات کی جھولیں
پڑی ہیں، سنگھوں پر چاندی کی سنگوٹیاں، گلے میں گھونگھرو ہیں اور پیشانی پر
نقروی چاند، عبدالرحمٰن رتھ بان کے سر پر لال پیچ دار پگڑی ہے، بدن
میں انگرکھا، کمر پر رومال بندھا ہوا رتھ بان کے بازو میں ماما دار اصیل
بیٹھی ہے، سوسی کا پاجامہ جالی کی کرتی، سفید چولی جس پر جھوٹے موتی
ٹنکے ہوئے، سفید چنا ہوا دوپٹہ اور دوپٹے کے پلو سے کمر بندھی ہوئی ہر
دو طرف دو خاص بردار، پیچھے ایک گاردن باڈریں، بندوق کندھے پر
رکھی ہوئی، اس کے پیچھے رتھ ہے جس میں محل کی کنیزیں بیٹھی ہیں رتھ کے
اگلے حصے میں ماما ولیاں بیٹھی ہے رتھ کے پیچھے گجرا سنگھ ہزاری ہے ان
کی سفید ماد یان پر بانات کا چارجامہ ہے سواری کی وہی ترتیب ہے جو
صبح میں بھی اس میں نشان کے ہاتھی کے بعد دو توپ حسینی ضرب اور فتح میدان
کا اضافہ ہے یہ توپیں گاڑیوں پر ہیں جن کے پیچھے صندوق پر گولنداز اور
سوسبہ دار بیٹھا ہے اور بازو سبز رنگ کا جھنڈا لہرا رہا ہے جس کے وسط میں
سرخ دایرہ ہے، سوار، جمعیت اور عہدہ داروں کے بعد ہالوں کا تعزیہ اور
شاہ جھنڈا ہے پھر بڑی چاودڑی کے پنجہ نما علم جو بہت بڑے ہیں اس کے بعد
بنگلے شریف کے بارہ امام یہ ہر دو علم گاڑوں پر ہیں اور ان پر آرائشی کاغذی
کمانیں ہیں، گول چاوڑی، لین اور قنبر بیگ کے علم چوکیوں پر ہیں اور جنہیں
چار مزدور کندھوں پر اٹھائے ہیں باقی تمام لوازمہ دہی ہے جو صبح کی سواری
میں مذکور ہوا ایک کثیر مجمع سواری دیکھنے سڑک پر دورویہ کھڑا ہے چھتوں پر

مستورات جمع ہیں، پولس کے جوان اور برقنداز بعض ڈریس ہیں اور بعض سادہ کپڑوں میں مجمع پر نگرانی کر رہے ہیں تاکہ جیب کتروں سے عوام محفوظ رہیں اور جو بچے گم ہوں انہیں ورثاء کے پاس پہنچا دیں، برقنداز کا عملہ ہتھکڑی اور رسی لئے ساتھ ہے، سواری شاہ پور پہنچی، یہاں ایک مجمع کثیر جمع ہے اور شاہ پور کے علم مسجد کے سامنے پھرائے جا رہے ہیں، سواری کچھ دیر یہاں رکی، چادرڑی پر دان کا شربت تقسیم ہوا اور علم مذکور سواری کی مشل میں کربلا شاہ کے سامنے آکر شامل ہوئے۔ خندق کے قریب ٹیلوں پر بھی عوام کا مجمع ہے۔ مغرب کا وقت ہے، آفتاب ڈوبنے کو ہے، یہاں عبدالزندہ دیسمکھ کی جانب سے شربت کا انتظام ہے، تالاب پر سواری پہنچی، مینڈھ پر حسینی جھنڈا لہرا رہا ہے، کنٹے پر دو خیمے ایک دوسرے سے ملے جلے نصب ہیں، سامنے کے بڑے خیمے کا استر سیاہ ہے، اس کے سامنے شامیانہ تانا گیا ہے، دھرم شالے کے صحن اور چھت پر تماشائی جمع ہیں، باجے بج رہے ہیں، سیڑھیوں، مشعلوں، ہلالوں، پنجوں وغیرہ کی روشنی کا عکس تالاب کے پانی میں ایک خاص کیفیت پیدا کر رہا ہے، چاندنی تالاب کی لہروں پر مچل

رہی ہے، تمام جمعیت دو رو یہ کٹے پر کھڑی ہوگئی پہلے تا بوت کو تالاب میں "دو سیرا بہ گیا" سرکاری علم اور شاہ پور کے علم چبوترہ پر آئے ان کو پھرایا جانے لگا، مورچل کئے جانے لگے چھوٹے علموں کو پہلے ڈیرے میں لٹایا گیا اس کے بعد کربلا شاہ، حضرت عباسؑ اور اللہ علم کو ڈیرے میں لٹایا گیا جس وقت علم کو جھکا کر ڈیرے میں لیجاتے ہیں اس وقت والد تعظیماً دونوں ہاتھ سے علم کو چھوتے ہیں، اب صرف دو علم یعنی شاہ پور اور سمع علم باقی رہ گئے، محمد محسن علم بردار جو سمع علم پھیرنے میں مشاق ہیں ایک خاص طرز سے علم پھرا رہا ہے، ہر دو علم حسینؑ حسینؑ کی صداؤں میں ایک دوسرے سے بطور معانقہ ملائے گئے، ملنے کے بعد شاہ پور کے علم مینڈھ پر گئے جہاں انھیں آسودہ کیا جائیگا، اب سمع علم کو مورچلوں اور چتروں کے سایہ میں خراماں خراماں ڈیرے کے قریب لایا گیا ادھر علم مبارک جھکے ادھر بگلچی نے خاص طرز پر بگل بجایا تمام باجے بند ہو گئے تالاب کی مشرقی مینڈھ سے سلامی کی توپیں سر ہونے لگیں علم کو ڈیرے میں لٹایا گیا خود بدولت اور روضہ خواں سمع علم کے سامنے مغرب رویہ کھڑے ہو گئے نوحہ خوان نے یہ دو نوحے پڑھے قتل سرور ہے آج واویلا، قتل شہدا ہے آج واویلا، خیمے کے اندر روضہ خواں کی دردانگیز آواز بلند ہو رہی ہے اور باہر پے در پے توپوں کی گرج سے پہاڑیاں گونج رہی ہیں، عزاداروں کی آنکھوں سے اشک جاری ہیں غرضکہ ایک نہایت دردناک کیفیت پیدا ہے نوحے کے بعد فاتحہ خواں نے وہی فاتحہ پڑھی جو آج صبح میں پڑھی گئی تھی یعنی دست بستہ ہو کہو اول بروح مصطفےٰؐ الخ۔ فاتحہ کے بعد خود بدولت مصاحبین کے ساتھ چھوٹے خیمے میں رونق افروز ہوئے سواری

کا لباس اُتارا گیا۔ اس اثناء میں سورج مل صوبہ دار لین نے آکر دست بستہ عرض کی کہ خداوند چھ ضرب حسینی ضرب سے اور پانچ ضرب فتح میدان سے جملہ گیارہ ضرب بخیرو عافیت سرہوئے، خادمین علم کھولنے لگے اتنے میں سپاہ گارڈ نے رحمٰن جمعدار شاگرد پیشہ کے ذریعے عرض کرائی کہ حیدر محل میں بی بی کے علم پولک سے علیحدہ نہیں ہو رہے ہیں، سجن علی کو حکم ہوا کہ یہاں کا کام پاپا میاں زمرد علی وغیرہ کے سپرد کرکے ایک "خرچی" کے یابو پر بیٹھ کر قلعہ جائیں اور بی بی کے علم کو آسودہ کرکے جلد آئیں، سجن علی روانہ ہوئے پاپا میاں نے عرض کی کہ علم کا غسل تیار ہے والد سیاہ خیمے میں تشریف لائے فرداً فرداً ایک ایک علم کو طشت میں رکھ کر گلاب، دودھ اور آخر میں پانی سے غسل دیا گیا اور صافی سے صاف کرنے کے بعد عطر مالی کیگئی، والد چھوٹے ڈیرے میں آگئے غسل کی گلاب اور دودھ کو عبدالغفور اور عبدالنبی آبداروں نے حاصل کرکے شربت میں ملایا، لاشہ باندھنے کی تیاری ہونے لگی، بید کے پلنگ پر علموں کو رکھکر ڈنڈھیاں اسطرح جمائی گئیں گویا بے سر کا جسد کالے مخمل کے نیچے پنہاں ہے اس کو چاروں طرف سے سرخ ریشمی ڈوریوں میں کسا گیا، لیاقت علی عرف پاپا میاں نے عرض کی کہ فاتحہ تیار ہے، والد نے سیاہ ڈیرے میں جا کر پہلے ...ہرے علموں کے صادیق پر آخر میں سمع علم کی لاش پر چادر گل چڑھائی کنول برداروں نے کنول پیش کئے، عود ڈالا گیا، سید علی فاتحہ خوان نے معمولی فاتحہ پڑھی بعد ختم فاتحہ محمد صدیق جمعدار کو حکم ہوا کہ علم کے صادیق اور سمع علم کا لاشہ بوچے کے جوانوں کی نگرانی میں بارگاہ حسین پہنچایا جائے، فقرا نے لاشہ اٹھایا جن کا لباس یہ ہے تبر میں کا ہو کے رنگ کی کفنی، گلے میں عقیق اور سلیمانی منکوں کا کنٹھا، سر پر سبز عمامہ

نیچے لنگی، ہاتھ میں ظفر تکیہ با پشت خار، پا پیادہ، "الوداع وا لوداع، شاہ شہیداں الوداع" کی صداؤں میں یہ قافلہ تالاب سے روانہ ہوا، اتنے میں سجن علی نے حاضر ہو کر عرض کی کہ بی بی کے علم کو آسودہ کر کے زنانے کے ذریعے بارہ دری روانہ کیا گیا، ابراہیم بیگ داروغہ مطبخ جو دو بجے سے، نان، قورمہ، روٹ، چونگے، گنج کے پیالے اور ابتی کی تیاری میں مصروف تھے، قورمے کی دو دیگیں، نان کے چار خوان، روٹ، چونگے، اور گنج کے پیالوں کے دو دو خوان لائے اور خیمے میں حاضر ہو کر تفصیل عرض کی، کچھ دیر بعد حضرت لاڈلی خانم صاحبہ کے پروردہ فاضل نے بھی ممدوحہ کے یہاں کی حاضری جو ان ہی چیزوں پر مشتمل ہے دو خوان میں پیش کی، محبوب علی نے چھوٹے خیمے میں دسترخوان خاصہ چنا جس پر والد ہم اور مصاحبین بیٹھ گئے، محمد فاضل وغیرہ نے سیاہ خیمے میں برادری کا دسترخوان چنا، بیرون خیمہ علم بردار، خدمتی اور فوج وغیرہ میں دو دو نان اور ایک ایک قورمے کا پیالہ تقسیم ہوا، دسترخوان برخاست ہونے کے بعد آبداروں نے دودھ کا شربت تقسیم کیا جس میں بالائی کھوا اور پسے ہوئے بادام کے علاوہ بادام اور پستے کے بند کثیر مقدار میں پڑے ہیں، یہ شربت نہایت لذیذ اور اپنی نوعیت میں خاص ہوتا ہے، ٹاپ کی تیاری کا حکم ہوا سبز کنول میں ماہی بتی روشن کی گئی نوو بدولت ٹاپ میں سوار ہوئے اور مصاحبین وغیرہ ہاتھیوں پر اب نشان کا ہاتھی نہیں ہے سواری خاموشی کے ساتھ بہ انداز سوگواری جارہی ہے روشنی بھی بقدر ضرورت ہے، شاہ پور کی مسجد کے پاس، پولس، عروب اور سوار حاضر ہیں، یہاں روشنی کی چار سیڑھیاں، پچاس تنبے اور مشعلیں تیار ہیں۔ شاہ پور کی چادڑی کے پاس والد کی سواری آپہنچی، دُہرا مرفہ ہوا عروب

ضامن بولنے لگے سوار نے بگل پھونکا، غرض سواری خراماں خراماں بارگاہ حسین میں داخل ہوئی، بارگاہ حسین میں مختصر سی روشنی ہے اور وسطِ والان میں تخت پر لاش کا پلنگ رکھا ہے، سرہانے اور پائین میں ایک ایک طوغ اور لاش پر دونوں جانب ایک ایک مورچل جس کا دستہ نقروی ہے، علم حضرت عباس اور کربلا شاہ کے ضنادیق اپنے اپنے عاشور خانوں کے وسط میں رکھے گئے ہیں یہاں بھی طوغ اور مورچل اسی ترتیب سے رکھے ہیں، سواری زینے تک پہنچی، ٹاپ سے اترے مشعلچیوں نے جھک کر روشنی دکھائی، پہلے اللہ علم کے پاس فاتحہ ہوئی اس کے بعد سمع علم پھر حضرت عباسؑ کے پاس مزعفر سے ایک بڑا کونڈا ابھرا گیا جسکو ہمیوں کا کونڈا کہتے ہیں، اس پر بیابی کے نام کی فاتحہ گزرانی گئی جو کربلا میں بقیۃ السیف تھے، یہ کونڈا علم بردار، خدمتی اور فقرا کو کھلایا گیا اس کے بعد سواری ، رفند و ضامن کے بغیر قلعہ روانہ ہوئی۔ بارہ بج گئے، آرام فرمایا۔

۱۱ محرم نو بجے صبح حیدر محل میں چاندنی کا فرش کیا گیا، عزادار آنے لگے۔ شاہ نشین کے دروازے پر بڑی چلمن پڑی ہے نعمت خانے میں خود بدولت چند مصاحبین کے ساتھ تشریف فرما ہوئے، ذاکر حسین ممبر پر آئے میر انیس کا مرثیہ سنایا رزمیہ اشعار اس طرح پڑھے کہ جنگ کا نقشہ آنکھوں میں پھر گیا لوگوں کو خوش بیانی سے محو کر دیا اور واقعاتِ شہادت سنا کر محفل کو خوب رلایا، ختم مجلس پر دودھ کا شربت تقسیم ہوا برخاست عمل میں آئی دوپہر کے خاصے کے وقت پر دہی بڑیوں کا تیار شدہ خاصہ تناول فرمایا گیا، بعد مغرب سواری بارگاہ حسین آئی، ضنادیق اور لاشے پر چادر گل چڑھا کر فاتحہ دلائی گئی، اللہ علم کے سامنے تیسرے دالان میں سفید مسند لگی ہے جس کے سامنے دو قطار میں

سوز خواں کے ممبر تک رنگ برنگی مردنگ اس انداز سے روشن ہیں گویا کہ زمین پر ستارے اتر آئے ہیں چھتوں پر لستر ہانڈی اور جھاڑ درخت، ستونوں پر کنول روشن ہیں جن سے پورا مکان بقعۂ نور بن گیا ہے روضہ خواں ممبر پر آئے یہ نوحہ پڑھا

آ جاؤ رسول اللہ بیدار رسول اللہ   ہے لعل پڑا بے سر فریاد رسول اللہ

اس عرصے میں گوسائیں آئے ان کا لباس یہ ہے۔ سر پر گلابی رنگ کی بلدار پگڑی جسم میں ٹخنوں کے اوپر تک گھیر دار انگرکھے سفید پٹکے سے کمر بندھی ہوئی ہاتھ میں تلوار، ہر سہ عاشور خانوں میں جاکر پھول چڑھائے اور عود ڈالا، ہر شخص نے ایک ایک ٹوکری مٹھائی کی ہر عاشور خانے میں گزرانی ان کے اسمایہ ہیں بھولا گیر، مہنت جاگیر دار سستا پور، شمشیر گیر، کرپال گیر، مٹھے گیر، مہاراج گیر، بھیم گیر، سمپت گیر، جو گندر گیر، چونکہ سلام بند ہے اس لئے یہ سب ادب سے سامنے کھڑے ہوئے بیٹھنے کا اشارہ ہوا محبوب علی نے خشک میوہ یعنی بادام مصری، کھجور، اخروٹ، پستہ، منقیٰ، چلغوزہ اور چو گھڑے گوسائیں میں تقسیم کئے چو گھڑے میں جو اشیاء ہیں ان کی تفصیل بارہ وری کی محفل میں دی گئی ہے سید علی فاتحہ خوان، امیر علی، کوتوال صاحب، سعد اللہ خان کی جماعت نے مرثیئے پڑھے معمول سرفراز ہوا، سواران رسالہ باڈریس مع رسالداران متعلقہ محمد عبداللہ اور محمد حسین مودب بیٹھے ہیں اور ان کے مقابل مرد آدمی ہیں، مسند سے متصل مصاحبین اور عہدہ دار ہیں اور کچھ فاصلے پر اہل قلم باقی تمام جمعیت اور بیڑہ جات صف بستہ صحن بارگاہ حسین میں کھڑے ہیں مسند کے پیچھے دو شاگرد پیشہ سلیمان اور لاڈلہ کمر بستہ سونے کی تپلیوں کے جنیئے کمر میں لگائے ہوئے، حسینی خان فراش پنکھا جھل رہا ہے ایک طرف آبدار آبخاصہ

اور نوابی لئے کھڑا ہے تو دوسری طرف چرن بردار چرن کا جھولنا لئے، بھالا دار چاندی کے عصا، چوبدار چوب اور اردل کوڑے لئے کھڑے ہیں حکم ہوا رنگوں کو طلب کیا جائے تا دھوراوٗ رقم کی تحصیلی اور اسواری افراد لیکر کچھ فاصلے پر بیٹھے، نقیب نام بنام سلیوں اور سوانگ کو پکارنے لگا جو یکے بعد دیگرے آکر اپنا رقص کرتب اور تماشے دکھانے لگے، سوا آلا مرتیجے منا قب سنا اور اپنے اپنے معمول لیکر روانہ ہوئے دودھ کا شربت تقسیم ہوا اتنے میں بارگاہ حسین کے باہر ایک شور ہوا بھالا دار نے عرض کی کہ غدار علیشا کی سواری آئی ہے یہ علم چھ فٹ کے ہیں مگر انکے ہلال اتنے بلند ہیں کہ آسمان سے باتیں کر رہے ہیں صد آدمیوں کے ہاتھوں میں سبز ڈالیاں ہیں سب کے سب گلیم پوش ہیں سواری روان دوان آئی مجمع میں ایک ہلچل مچ گئی علم کے گلے میں بڑے بڑے ناریل، بتاشوں اور نارنگیوں کے توڑن پڑے ہیں علم کے ساتھیوں نے نذر لاؤ نذر لاؤ کا شور برپا کیا، دھوراونے والد کا ہاتھ لگا کر دس روپئے علمبرداروں کو دینے چاہے، مگر علمبرداروں نے لینے سے انکار کیا سبھوں نے مکرر پچیس ہو نا پچیس ہونا" کا شور بلند کیا تو دولت نے متبسم ہو کر دیئے کہا "پچیس دیئے پچیس دیئے" کا ایک شور بلند ہوا اڈھٹی باندھی گئی بفضل پنجتن یا علی کے نعروں میں علم رواں دواں واپس ہوئے یہ علم ایک تلوار کا ہے جو غدارہ کہلاتی ہے اسی وجہ سے اس علم کو بھی غدار علیشاہ کہتے ہیں برخاست کا اشارہ ہوا سواری بالائے قلعہ واپس ہوئی رات کے چار بج گئے، آرام فرمایا۔

۱۲ محرم آج صبح سے باورچی خانے کھل گئے ہیں، مودی خلنے میں غلہ تل رہے ہیں باورچی مصروف پخت و پز ہیں، بارگاہ حسین میں ختم قرآن کے بعد کھچڑی پر فاتحہ ہوئی اور کھچڑی محلات میں تقسیم کی گئی دوپہر میں والد نے ہمارے اور مصاحبین کے ساتھ خاصہ تناول فرما کر آرام کیا، چار بجے بیدار ہوئے کچھ تنقل فرمایا، بعد تبدیل لباس سواری مرفہ اور ضامن کے بغیر بارگاہ حسین پہنچی، صبح ہی چوبی گلال بارٹھ ہٹا دی گئی تھی فاتحہ ہوئی چادر گل

چڑھائی گئی اس کے بعد اندرونِ عاشور خانہ سمع علم پٹے پر بیٹھ کر تبرکات کی زیارت کی گئی جس میں قلمی آیات وادعیہ کے علاوہ ایک قلمی حمایل بھی ہے ختم قرآن اور فاتحہ کے بعد حضرت غوث اعظم محبوب سبحانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی گیارھویں کی اور حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی سلامتی کی فاتحہ مٹھائی پر ہوئی شیرنی پیش کی گئی والد نے کچھ چکھا، حاضرین میں تقسیم عمل میں آئی، باجے، سلام، ٹھنٹھ، گھڑیال، سلامی جو بند تھی جاری ہوئی عہد سے بجنے لگے، مزدوروں کے سر پر علم ہائے مبارک کے صنادیق دیئے گئے سواری کی ترتیب اور اہتمام ویسا ہی ہے جیسا کہ چاندرات کو حیدر محل سے بارگاہ حسین تک تھا جماعتِ خاصہ نے زینۂ بارگاہ حسین سے یہ مرثیہ شروع کیا

جنازہ لے چلو مظلوم رَن کا — یہ ہے تابوت زہرا کے بدن کا

جماعتِ خاصہ والد کے سامنے ہے اور اُن کے متصل زیر شامیانہ سمع علم کا لاشہ ہے اُس کے پیچھے چاندی کی بارہ دری اور پھر علموں کے صنادیق ہیں، یہ سواری لچھمن سنگھ کی نشست پر پہنچی، وہاں کچھ دیر توقف ہوا چند مزدور اور باجے بارہ دری میں بھجوائے گئے، بی بی کے علم اور جلال بخاری، بارہ امام، نعل حیدر، منجھلی بی، چھوٹی بی کی صنادیق باجوں کے ساتھ لائے گئے اور بارگاہ حسین کے صنادیق کے عقب میں شامل کئے گئے پھر مرثیے پڑھتے ہوئے حیدر محل پہنچے، خدام نے جملہ صنادیق کو ایک ترتیب سے جمایا اور سمع علم کی لاش کو عین شاہ نشین کے سامنے رکھا جماعتِ خاصہ آگے بڑھی

تو ہے شہِ ولایت صلواۃ بر محمدؐ — شاہنشہِ کرامت صلواۃ بر محمدؐ

پڑھتے ہوئے لاش کی ڈوریاں کھولیں لاشے کے چاروں گوشوں کے منجملہ

سرہانے اور سیدھے جانب کے گوشے کو والد نے تھاما اور بقیہ برادری نے حسینؑ حسینؑ کی صداؤں میں لاشے کو اس طرح اٹھایا گیا جیسے پلنگ سے میت اٹھائی جاتی ہے اور شاہ نشین سے گزرتے ہوئے نعمت خانے میں شما لی جانب سر کرکے لاشہ رکھا گیا لاشے کے سینے کے پاس والد اور ہم قبلہ رو کھڑے ہوگئے بازو فاتحہ خواں اطراف برادری اور خدام، یہاں شاگرد پیشہ، مصاحبین وغیرہ نہیں رہتے۔ موجودہ روضہ خواں دستگیر حسین کے نانا عاشق حسین نے یہ الوداع شروع کی :-

ہائے حسینؑ الوداع ہائے حسینؑ الوداع ہائے حسینؑ الوداع ہائے حسینؑ الوداع

کشتۂ جور و جفا از ستم بے حیا بوسہ گہ مصطفیٰؐ ہائے حسینؑ الوداع

والد نے صرف سینے پر ہاتھ رکھا، برادری سینہ زنی کرنے لگی، واویلا کے بعد سید علی فاتحہ خوان نے یہ فاتحہ پڑھی :- دست بستہ ہو کہو اول بروح مصطفیٰؐ .... الخ فاتحہ کے بعد علم ہائے مبارک کو کوٹھوں میں محفوظ کیا گیا اور صندوقوں کے اوپر پھول چڑھائے گئے فاتحہ خوانی ہوئی کوٹھوں کو مقفل کیا گیا خود بدولت تشریف فرمائے حرام محل ہوئے، نعمت خانے میں فرش کرکے دستر خوان چنا گیا، برادری کو کھانا کھلایا گیا اس کے بعد مصاحبین، عہدہ دار، اہل قلم نوحہ خوان، جمعدار، آخر میں خدمتی، علم بردار، پخت میں بریانی ہے اوس کے ساتھ بورانی، چنا جوان نے حرام محل میں جاکر عرض کی کہ سب لوگ کھا چکے سبحن علی، زمرد علی، اور پاپا میاں حاضر ہوئے انھوں نے علم کے کوٹھوں کی کنجیاں پیش کیں جو حرام محل کے توشکخانۂ خاص میں داخل کر لی گئیں مراسم عزاداری ختم ہوئیں اور اب روزانہ کے معمولی پروگرام شروع ہوئے، دہم اور بستم

کے موقع پر معمولی فاتحہ شربت پر دلائی گئی، چہلم آیا، حیدر محل میں روشنی کی گئی فرش ہوا، شب کے آٹھ بجے خود بدولت تشریف لائے حیدر محل کے بالاخانے پر جھروکہ میں رونق افروزی ہوئی حیدر محل میں سفید چھتیں بندھی ہیں جن کی جھالریں فالسہ رنگ کی ہیں روشنی کی ٹٹی میں روشنی چنی گئی ہے اور مدرسے کا پڑا اس کے سامنے باندھا گیا ہے، پانی ماہی پشت سے بہ رہا ہے حوض میں فوارے چھوٹ رہے ہیں، روضہ خوانی کا آغاز ہوا آج کا مرثیہ یہ ہے :-

چہلم ہے محبوب سرور کا وہ جانِ نبیؐ آل حیدرؑ کا ۔۔۔ زہراؑ کے جگر کا نور کا زینبؑ و حسنؑ کے برادر کا

مختلف جماعتوں نے مرثیہ خوانی کی، حیدر محل اور اس کا صحن کھچا کھچ بھرا ہوا ہے۔ جنوبی بالاخانے پر محلات آگئیں ادہر رنگ شروع ہوئے ادھر شہ نشین کے سامنے حیدر محل کے دونوں دالانوں میں دسترخوان چنے گئے چناجوان نے دست بستہ کھانا کھلانے کی اجازت لی پہلے برادری پھر عہدہ دار، مصاحبین، جمعدار، روضہ خوان، خدمتی، اہل سیف یکے بعد دیگرے دسترخوان پر بیٹھے بریانی کی بخت ہے آخر میں ہر ایک میل کو بھی کھانا کھلایا گیا اور معمول دیا گیا وزیر خان اور دوسرے اشخاص نے مناقب پڑھے، روضہ خواں اور دیگر اشخاص کو بھی معمول دئیے گئے محل میں اور برادری میں گنج کے پیالے، روٹ، بتی، چونگے تقسیم ہوئے اور چناجوان نے عرض کی کہ دسترخوان برخاست ہوا، مرفہ کا اشارہ ہوا، سواری آئینہ محل کی راہ رنگین محل سے گزرتی ہوئی حمام محل میں پہنچی بعد تبدیل لباس آرام فرمایا گیا۔

خاتمہ

اِن صفحات کے ملاحظہ سے میرے خاندان کے طریقۂ بود و باش، طرزِ زندگی، رسم و رواج مجملاً منکشف ہو گئے ہونگے مگر ساتھ ہی یہ سوال ضرور پیدا ہوگا کہ وہی کلیانی اب بھی ہے، بحمداللہ اِس خاندان کے نام لیوا بھی موجود ہیں اور آمدنی اسٹیٹ میں بھی معتد بہ اضافہ ہوا ہے پھر وہ شان وشکوہ اور وہ ٹھاٹ باٹ کیوں نہیں، ہاتھی گھوڑے اور دیگر لوازمات کیا ہوئے؟ پخت و پز میں اِس قدر کمی کیوں ہوئی اور جو باقی ہے وہ نہ ہونے کے برابر کیوں ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ میرے خاندان میں جو اِس مملکتِ ابد مدت میں سوا دو سو سال سے بستا ہے کبھی بھی حصہ، بخرہ نہیں ہوا تھا بلکہ جو اہل ہوتا ہی مسند نشین ہوتا اور دوسروں کے اخراجات کا کفیل ہوتا - برادری اور ملازمین کی تہنیت و تعزیت میں امداد کی جاتی اور اب اِس کے برخلاف تین حصے ہو چکے ہیں والد مرحوم کے زمانے میں کلیانی کی آمدنی گو بہمہ ابواب (ایک لاکھ ساٹھ ہزار) تھی مگر اشیائے مایحتاج اِس قدر گراں نہیں تھیں اور نہ حصے بخرے ہوئے تھے - ملازمین ادنیٰ کی تنخواہیں تین سے پانچ روپے تک اور عہدہ داروں کی دس پندرہ سے انتہائی پچیس تک تھیں، اسی آمدنی میں وہ آرام و آسائش سے گزر بسر کرتے تھے - اشیائے خورد و نوش کی اِس قدر فراوانی و ارزانی تھی کہ سفید جوار فی روپیہ پچیس سیر، عمدہ مبنی

مبنی گیہوں دو روپیہ فی من، عطاءاللہ پور اور چنڈ کاپور کے چاول
جو کلیانی ہی کے مواضعات ہیں فی روپیہ انیس سیر، علاوہ ازیں
اُوما پور علاقۂ پائیگاہ کا چاول جو خوش بو اور نفاست میں
مشہور تھا، کلیانی کے بازار میں آکر بہت سستا بکتا تھا، اُس
زمانے میں چاول صرف عید کے مواقع پر یا علالت میں استعمال
ہوتا اور یہ کہا جاتا تھا کہ " کھائیں تو عید کو نہیں تو بیچ کو "،
نیز یہ خیال بھی تھا کہ چاول کے استعمال سے کس بل نہیں
رہتا بلکہ اس کی مداومت کھٹیا کا باعث ہوتی ہے علیٰ ہذا
سال ڈیڑھ سال کا بکرا روپیے سوا روپیے میں، گوشت
گاؤ بارہ سیر، مرغیاں آٹھ نو، انڈے روپیے میں سو،
دودھ کے لئے ہر کس و ناکس کے یہاں گائیں بھینسیں تھیں
اس کا نرخ روپیے میں بیس سیر تھا، دہی دس سیر
مسکہ آٹھ، نو سیر، پیسے میں چار چیزیں مل جاتیں وہ اس طرح
کہ دمڑی میں ادرک، لسن دمڑی میں کوتھمیر، دمڑی میں
ہری مرچ، پیاز ساگ پالا، مالگزاری دو شکلوں میں
وصول کی جاتی ایک محترفہ دوسری زرِ نقد کی صورت
میں، غرض یہ خوش حالی محرم کو کروفر سے منانے کا
موجب تھی۔ گو اب بھی وہی کلیانی ہے مگر وہ لیل و
نہار کہاں؟ گرانی کا دور دورہ ہے، روپیے میں بہ مشکل
دو سیر دودھ ملتا ہے، گیہوں دو سیر، جوار چار سیر چاول

ڈیڑھ سیر، بکرے کا گوشت ایک روپیہ چھ آنے سیر، گائے کا ڈیڑھ سیر، تین روپیے میں ایک پَرِ مرغ، دہی مشکل دستیاب ہوتا ہے، سنا تھا کہ ۱۳۰۹ف میں قحط ہوا تھا، گو اس میں جوار صرف چھ سیر گوشت دو سیر بکا مگر صدہا اموات ہوگئیں، بچے جانوروں کی طرح فروخت ہوگئے، گویا اشیائ کی تو بہتات تھی مگر روپیہ نایاب تھا، گو اِس وقت گرانی ہے مگر بحمداللہ اِس کے مذموم و مضر اثرات رونما نہیں ہوئے پچھلے دور سے عہدِ حاضر کا توازن کیا جائے تو موجودہ زمانے کی آمدنی باوجود بعض مواضع کی علیحدگی کے مقابلتاً کئی گنا زیادہ ہوگی مگر پھر بھی پچھلی باتیں پیدا نہیں کی جا سکتیں، موجودہ گرانی کی اصل وجہ میرے خیال میں ذرایع حمل و نقل کی وسعت و سہولت ہے، پچھلے زمانے میں گلبرگہ شریف کو کوئی چیز برآمد کرنی ہوتی تو چار دن لگ جاتے راستے میں چوری چکاری کا خطرہ الگ، اشیائے تجارت حیدرآباد کو بھیجی ہوتیں تو نو، دس دن لگ جاتے اور سفر تو متعدد خطرات سے پُر ہوتا، محمد مقیم کی باولی پر جو بیدر اور ظہیرآباد کے درمیان واقع ہے سامان اکثر لوٹا جاتا اِن حالات کے نتیجے میں جہاں کی پیداوار وہیں کھپ جاتی اب ذرایعِ حمل و نقل اِس قدر وسیع ہوگئے ہیں کہ مرغیاں صبح میں جو انڈے دیتی ہیں وہ گلبرگہ کی مارکٹ میں گیارہ بجے تک اور معظم جاہی

مارکٹ میں شام تک داخل ہو جاتی ہیں، بعض باہمت نفع اندوز
دوسری صبح تک بھی پہنچانے سے نہیں چوکتے، قرب و بعد کا کوئی
سوال ہی نہیں رہا، قصہ کوتاہ میرے حقیقی پردادا نواب سید
محمد میر حسین خان قلیچ جنگ امتیاز الدولہ، قیام الملک ممتاز الامرا
کے زمانے میں نو، دس ہزار کا محرم ہوتا تھا، والد مرحوم نواب
سید محمد انور حسین خان قیام جنگ غضنفر الدولہ بنظر کفایت شعاری
اس کو گھٹا کر تین ہزار تک لائے تھے (آج کل کا روپیہ اُس
وقت کے روپیے سے مقابلتاً ۱/۵ ہے اس لئے اُس وقت کے بائیس
سو آج کل کے گیارہ ہزار ہوتے ہیں)۔ جس کی وجہ محل کی بوڑھیاں
ناک بھوں چڑھا کر کہتیں "نوج یہ بھی کوئی محرم ہے" اور بڈھے ملازمین
متاسفانہ انداز میں سرگوشیاں کرتے کہ "یہ محرم نہیں ہے بلکہ کوڑی پیراں
کا سوانگ ہے بیرپاشا کے زمانے کی وہ بات کہاں۔

والد مرحوم نے ۱۳۲۲ف کے اوائل میں رحلت فرمائی حسب فرمان
خسروی مسٹر ڈنلاپ صدر ناظم مال اور محمد علی صاحب المخاطب بہ محمد نواز
جنگ معتمد کے زمانے میں اسٹیٹ کلیانی پر کورٹ آف وارڈز کی نگرانی
ہوئی، مولوی ضیاء الحسن سپرنٹنڈنٹ کورٹ تھے، محکمۂ کورٹ کی عام پالیسی
کے تحت تخفیف ملازمین اور ہراج سامان کی کارروائی شروع کی گئی چنانچہ
گھوڑے وغیرہ ہراج کردیئے گئے چونکہ ہاتھیوں کے خریدار نہ ملے اس لئے
یہ بچ گئے فوج وغیرہ کی تخفیف بھی عمل میں لائی جارہی تھی جو پانسو افراد پر
مشتمل تھی، تخفیف یافتہ اشخاص میں واویلا مچ گیا انھوں نے منظم شکل میں

حیدر آباد پہنچ کر مدار المہامی میں داد خواہی کی بالآخر یہ تصفیہ ہوا کہ فوج
اور دیگر ملازمین حسب حال برقرار رہیں البتہ یہ جایدادیں آیندہ خالی ہو جائیں تو
پُر نہ کیجائیں، تہواروں وغیرہ میں حسب صوابدید محکمہ کورٹ تخفیف کا عمل کر سکتا ہے
پس والد کے انتقال کے بعد محرم سے مصارف میں معتدبہ کمی کر دی گئی فقیری
وغیرہ میں بقدر ربع حصہ زر نقد دیا جانے لگا ہم اس زمانے میں بلدہ —
حیدر آباد میں بورڈنگ میں مقیم اور کمسن اور مجبور تھے ۱۳۳۰ف اہل کلیانی
اور ساکنان قلعہ کے حق میں قیامت سے کم نہ تھا ایک طرف طاعون کا زور
شور تھا روزانہ پچاس ساٹھ اموات ہو رہی تھیں قلعہ کی بوڑھیاں منزل
فنا کی راہ لیکر مقبرے کو بسا رہی تھیں تو دوسری طرف تخفیف مصارف کی پالیسی
پر کورٹ نے عمل آوری شروع کر دی اسٹیٹ کا سامان اور اثاث البیت تک حیدر آباد
منتقل کیا گیا اور ہراج کیا گیا افسران سررشتہ وقتاً فوقتاً بدلتے رہے بعض کی نیکدلی اور ہمدردانہ توجہ کا انکار
نہیں لیکن عام طور پر خاندانی روایات اور تاریخی خصوصیات کی کسی نے بھی پروانہ کی، دو سو برس
کی مسلسل جدو جہد اور دو صدی کے نشو نما نے تہذیب و تمدن کی جو ایک شایستہ مختص شکل
قایم کی تھی چوبیس برس میں درہم برہم ہو گئی المختصر ۱۳۴۵ف تک اسٹیٹ پر جو جو دور
گزرے ناقابل بیان ہیں اور وہ میری پرائیویٹ ڈائری میں مرقوم ہیں ۱۳۴۱ف میں مجھکو
بحیثیت کار آموز کلیانی بھیجا گیا جب میں کلیانی پہنچا کیا دیکھتا ہوں کہ جو قلعہ انسانوں کا مسکن تھا
وہ حشرات الارض کی جولانگاہ بن گیا ہے محلات میں بوس ہونکویں اسکے مکین مقبرے میں ابدی نیند
سو رہے ہیں یہ انقلاب میرے لئے سخت روح فرسا تھا پچھلے تمام واقعات ایک ایک کرکے میری نظر
کے سامنے آنے لگے دنیا اور اسکی ثنا و شکوہ کی بے ثباتی کا نقش میرے دل پر پھر ایکبار ابھرا اور بہت
زور سے ابھرا لیکن کیا کر سکتا تھا مجبور تھا کل من علیہا فان پڑھکر خاموش ہو گیا اس عرصے میں

محرم آیا معلوم ہوا کہ اسکیلئے کورٹ نے (سمارہ) کی منظوری دی ہے رویت ہلال ہوتی خاص خاص علم
استادہ کرائے گئے بقیہ علم صندوقونکی زینت رہے ان ایام میں جو عاشورخانے بقعۂ نور ہوتے وہاں ایک دو شمعیں
ٹمٹما رہی تھیں جنھیں دیکھکر بے اختیار مجھے غالب مرحوم کا یہ شعر یاد آگیا ؎

داغ فراق صحبت شب کی جلی ہوئی　　اک شمع رہ گئی ہے سو وہ بھی خموش ہے

اس منظر نے میرے دل و دماغ پر جو اثر کیا قابل بیان نہیں آخر مراحم خسروانہ سے ۱۳۴۵ف میں میرے حق میں پیشی واگزاشت کرا
ہو گئے اپنی ذات سے حتی المقدور گزشتہ رسم و رواج کے احیا کی کوشش کی مگر زمانہ قیامت کی چال چل چکا تھا حالانکہ
گزشتہ حیات پر لانا میرے بس کی بات نہ تھی ماحول بالکل بدل چکا تھا اشیا کی گرانی زر قرض کی فراوانی کے علاوہ امرا کے
ہاتھ سے قدیم آداب و تمدن رخت سفر باندھ چکے تھے سیاسیات میں عوام دخیل ہو رہے تھے ملک کی فضا فرقہ وارانہ دہشت
سے مسموم ہو چکی تھی اس گرد و پیش میں یہ توقع حالانکہ اپنی اصلی خط و خال میں جلوہ گر نہیں ہو سکتے تھے، آداب و تمدن کے
تحفظ کیخاطر مجھسے جو بھی بن سکا کیا اور کر رہا ہوں چونکہ جو اخلاف اپنے اسلاف کے تمدن کی حفاظت
نہیں کر سکتے وہ اپنا مقام کھو بیٹھتے ہیں برطانیہ نے اپنی کلچر اور مدنیت کو برقرار رکھا آج بھی اسکا
وہی مقام ہے جو صدیوں پہلے تھا اس کے برخلاف جرمنی اور اطالیہ وغیرہ دیگر اقوام نے قدما
کے نقش قدم سے ہٹ کر اپنے لئے جدید راہ عمل متعین کر لی اور ادب آداب دھر رکھا تمدن آمد و رسوم
کو سرپا احتقار سے ٹھکرا دیا تو نہ صرف انکی تہذیب و شائستگی خواب و خیال اور نقش برآب ہو گئی بلکہ خود وہ قومیں
بھی پستی و ذلت کے گڑھوں میں جا پڑیں، کلیانی کے وقار و خصوصیات کی بربادی اگرچہ نیرنگی عالم اور انقلاب
زمانہ کا ایک کرشمہ ہے لیکن اس قدر جلد اس نوبت پر پہنچنے کی وجہ بظاہر اسکا جانشین ورثاء کی کم سنی اور
نگرانی کے بعض ارکان کی غیر ہمدردانہ روش ہے اس مضمون میں قدیم تہذیب و اخلاق و تمدن کی جو تصویریں
دکھائی گئی ہیں وہ آئندہ یا تو نمائش گاہوں میں دیکھی جا سکیں گی یا تاریخوں یا داستانوں کی صفحات پر

گزشتہ صد نشینوں کی یادگار ہوں میں　　مٹا ہوا سا نشان سر مزار ہوں میں

تمت